WWW.NOVELSCLUBB.COM

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پتھر کردو آنکھ میں آنسو

از

مصباح مشتاق

www.novelsclubb.com

اپنے کمرے میں لیٹی وہ بہت دیر تک چھت کو گھورتی رہی۔ کسی گہری سوچ میں ڈوبی وہ اپنی زندگی کا تفصیلی جائزہ لے رہی تھی۔ اُس کی سوچوں کا ماضی سے ایک مسلسل ربط تھا۔ ایک ایسا کنکشن جو کبھی منقطع نہ ہوتا تھا، کبھی کبھی کچھ رابطے بہت مہنگے پڑ جاتے ہیں۔ انسان کو نا چاہتے ہوئے بھی اُس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ سب کچھ ایک فلم کی طرح اُس کے ذہن میں چلتا رہا۔ وہ کبھی آنسو صاف کرتی، کبھی خود کو تسلیاں دیتی۔

ادیوا گھر میں سب سے چھوٹی تھی دو بھائیوں کی اکلوتی بہن، ماں اور باپ دونوں کی ہی انتہائی لاڈلی اور بھائیوں کی تو جیسے پوری دنیا اُسی کے گرد گھومتی تھی۔ عمر حیات کے گھر کی رونق تھی ادیوا۔ اسی لیے وہ عام لڑکیوں سے کچھ زیادہ نازک مزاج اور انتہائی حساس تھی۔ اُس کے لیے دنیا میں جیسے ایک ہی جذبہ تھا اور وہ تھا محبت کا۔ زندگی نے اُسے صرف خوشی کا رنگ دکھایا تھا۔ اس کے لیے کسی کے درد کو محسوس

کرنا قدرے مشکل کام تھا، کیوں کہ جن جذبوں سے آشنائی نہ ہو، بعض اوقات انھیں محسوس کرنے میں وقت لگتا ہے۔

لیکن ادیوا کو وقت نے اتنی بھی مہلت نہ دی اور زندگی نے اُسے اپنے وہ رنگ بھی دکھادیے، جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔

پانچ سال پہلے رونما ہونے والا حادثہ اُس کی پوری شخصیت کو یکسر بدل گیا تھا۔ کبھی وہ ایسی ادیوا تھی کہ جس کی ہنسی سے پورا گھر مسکراتا تھا، وہ جس سمت چلتی، یوں لگتا کہ جیسے بہاروں نے اپنا رُخ موڑ لیا ہو۔ ایک حصار سا تھا، جو سب کو اُس کی گرفت میں کرلیتا۔ وہ بات کرتی، تو یوں لگتا کہ جیسے ساری کائنات محو ہو۔ جتنا پرنُور چہرہ تھا اس کا، ویسی ہی وہ دل کی بھی صاف تھی۔ معصومیت کا پیکر اور حُسن تو جیسے اُس کے چہرے کا طواف کرتا تھا۔ جو بات ادیوا کو اور بھی حسین بناتی، وہ یہ تھی کہ اتنی خوبصورت ہونے کے باوجود وہ غرور سے یکسر بے نیاز تھی۔ جس عاجزی سے وہ

مخاطب ہوتی، یوں لگتا کہ جیسے اب یہ کسی کی جان بھی مانگ لے، تو کوئی انکار کر ہی نہ پائے گا۔

لیکن بُرا وقت ایک ایسی ظالم چیز ہے جس کو آپ کی صفات سے غرض ہی نہیں ہوتی، جو اذیتیں وہ آپ کے حصے میں لکھ کے بیٹھا ہے، اُسے تو بس آپ کی باری کا انتظار ہے کہ آپ کو آپ کا حصہ ادا کرے اور اپنے فرض سے فارغ ہو جائے۔ اُسے اس سے یکسر کوئی مطلب نہیں کہ آپ کتنے ٹکڑوں میں تقسیم ہوں گے، ان اذیتوں کو اٹھاتے کتنی بار فنا بقا سے گزریں گے۔

"ادیوا! تم جاگی نہیں اب تک؟ دیکھو میں ناشتہ یہیں لے کر آیا ہوں چلو اُٹھ جاؤ اب جلدی سے۔"

www.novelsclubb.com

یہ اشعر تھا، جو ادیوا کا سب سے بڑا بھائی تھا اور اُس کا دل و جان سے خیال رکھتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ادیوا نے اشعر کی آواز سنتے ہی بستر میں چہرا چھپالیا۔ وہ جانتی تھی کہ اُس کی آنکھوں سے رات بھر رونے اور جاگتے رہنے کے آثار صاف نمایاں تھے اور وہ اس دُکھ کی شدت سے بھی واقف تھی، جو اشعر کو اُس کی یہ حالت دیکھ کر محسوس ہوتا۔ لہٰذا اس نے دبے لہجے میں کہا۔

"بھائی! مجھے تھوڑی دیر سونے دیں۔ میں اس وقت کچھ کھانے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

اشعر نے یہ جواب سن کر زیادہ اصرار نہیں کیا، کیوں کہ وہ ادیوا کو جانتا تھا کہ وہ ضد کی کتنی پکی تھی۔

کچھ دیر کے بعد وہ اُٹھی، آئینے میں خود کو دیکھا اور سوچنے لگی۔

"کتنا بدل دیا تھا وقت نے اُسے۔"

پہلے کبھی وہ آئینہ دیکھتی، تو دل میں فوراً ایک ہی دعا کرتی۔

"اے اللہ! میرے اندر بھی اتنا ہی نور بھر دے جیسا تو نے میرا چہرہ روشن رکھا ہے۔"

اور اب وہ وہی ادیوا تھی ہی نہیں، کتنی گھٹن کے آثار تھے اس کے چہرے پہ، کتنے کرب تحریر تھے اور آنکھیں صدیوں کی تھکی، نا جانے کتنے ہی سالوں کے رتجگے ڈیرے ڈالے بیٹھے تھے۔ اب وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی آنکھوں کی مدھم اُداس روشنی کو نظر انداز کرنے لگی دل آج بھی ویسے ہی دعا گو تھا مگر اب بس اتنا کہہ پاتا۔

"اے اللہ! میری روح کو تاریکیوں سے بچا لینا۔"

روح کی تاریکیاں بہت ہی اذیت ناک ہوتی ہیں۔ انسان کو خود میں پنہاں جلوے بھی دکھائی نہیں دیتے، جو اُس کے رب نے اسے عطا کیے ہیں اور سب وسیلے، سب واسطے ان تاریکیوں میں دفن ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اب وہ اور زیادہ اپنے اندر کے

www.novelsclubb.com

اُجالوں کی دعا کرتی۔ ابھی وہ انھی سوچوں میں گم تھی کہ اچانک دروازہ کھلا اور مسز عمر اندر آئی۔

"ماما جانی! میں بس آنے ہی والی تھی۔"

ان کے بولنے سے پہلے ہی اس نے کہہ دیا۔

"آپ چلیں......میں بس فریش ہو کر آئی۔"

ادیوا نے قدرے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ جیسے ہی یہ کہہ کر مڑنے لگی، اچانک اسے اس کا ہاتھ ماں کی گرفت میں محسوس ہوا اور وہ ادیوا کے چہرے کو دیکھتی رہیں۔

www.novelsclubb.com

"ادیوا! مجھے پتہ ہے، تمھارے لیے وہ اذیت، وہ وقت بھلانا بہت مشکل ہے، مگر بیٹی! وقت رک تو نہیں جاتا، سب کچھ اپنے معمول پہ ہے۔ بس دیکھو! تو تم ہی پیچھے رہ گئی ہو۔ ذرا آئینہ دیکھو! کیا حال کر دیا ہے تم نے اپنا۔"

اب ان کی آواز بھر آئی تھی۔ مشکل سے آنسو روکتے ہوئے بس اتنا ہی کہہ پائیں۔

ادیوا کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وہ یہی سب کچھ پچھلے پانچ سال سے سنتی آرہی تھی اور شاید اسی لیے اب اس کے پاس بھی کوئی نئی تسلی نہیں تھی، جس سے وہ اپنی ماں کو بہلا سکتی۔ کبھی کبھی زندگی اتنے مشکل موڑ پہ لے آتی ہے کہ انسان چاہ کے بھی اپنے پیاروں کو خوشیاں نہیں دے سکتا اور اسی بے بسی میں وہ سر ہلاتے ہوئے واش روم چلی گئی۔

اُسے بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب اس زندگی کے ساتھ وہ کیا سلوک کرے، اُس کے پاؤں میں جیسے کئی بیڑیاں ایک ساتھ ڈال دی گئی تھیں۔ ایک طرف بے پناہ محبت کرنے والے رشتے تھے کہ جن کی تمام تر خوشیاں اُس کے ہی دم سے تھی اور ساتھ یہ کہ ڈپریشن میں اُٹھایا گیا کوئی انتہائی قدم اور اُس کے نتیجے میں اللہ کی ناراضی کا ڈر، یہ دونوں مسلسل اُس کے احصاب پہ سوار رہنے والے خیالات تھے

ورنہ وہ زندگی کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرنا چاہتی تھی، جو زندگی نے اُس کے ساتھ کیا تھا، بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی وہ بے بس تھی۔

"ادیوا! ناشتہ کر کے تیار ہو جاؤ۔ آج ہم کچھ دن کے لیے مری جا رہے ہیں، تمھارے پاپا نے وہی ریسٹ ہاؤس بُک کروایا ہے، جو تمھیں لاسٹ ٹائم بہت پسند آیا تھا اور اچھا ہے تمھاری آؤٹنگ ہو جائے گی، ویسے بھی پورا دن اپنے کمرے میں پڑی رہتی ہو۔ تمھارے پاپا بہت پریشان ہیں تمھارے لیے۔"

ادیوا جانتی تھی کہ صرف پاپا ہی نہیں اُس کے لیے گھر کا ہر فرد پریشان تھا۔

"جی ماما! میں پیکنگ کرتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

یہ کہہ کر اُس نے چائے کا کپ اُٹھایا اور کمرے میں آ گئی۔

یہ تو ادیوا جانتی تھی کہ مری جانے کے سفر سے لے کر وہاں رہنے تک کا سارا وقت کسی کربِ مسلسل سے کم نہیں ہو گا۔ ایک وہ وقت تھا کہ ایسی جگہوں سے عشق تھا

اُسے، قدرتی مناظر دیکھ کر زندگی اور بھی خوبصورت لگنے لگتی تھی۔ شاید ہی اُس کی زندگی میں کوئی ایسا موقع جو اُسے ملا اور اُس نے گنوایا ہو۔ لیکن اب وہاں جانے کا سوچ کے ہی عجیب سی گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔ مگر وہ چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکتی تھی، اُسے پتہ تھا یہ اُس کے گھر والوں

کی ایک اور کوشش ہے اُسے واپس زندگی کی طرف لانے کی

وہ کسی کو بھی اس کوشش سے نہیں روک سکتی تھی۔ آخر پانچ سال کا عرصہ بہت لمبا عرصہ تھا۔ وہ سب تھک چکے تھے مگر ہمت ہارنے کو تیار نہیں تھے۔ ایک کے بعد ایک کوشش کرتے رہے۔ خیر ادیوا نے اپنے کچھ سوٹ نکالے اور مردہ سے دل سے پیکنگ کرنے لگی۔ اتنے میں حادی کا فون آیا۔ حادی ادیوا کا بھائی تھا، جو اشعر سے چھوٹا تھا۔

"کیسی ہو میری سویٹو سی بہنا! تمھیں کیسا لگا پاپا کا سرپرائز؟ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔ میں نے ایک ہفتے پہلے ہی چھٹیاں اپلائے کر دی تھیں، آج ہی منظور ہوئی ہیں۔ بس میں 3 بجے تک گھر پہنچ جاؤں گا اور پھر......"

اتنے میں اُسے احساس ہوا، ادیوا بہت خاموش تھی۔ وہ بولتے بولتے رُکا اور بات اُدھوری چھوڑ کے پھر سے ادیوا سے مخاطب ہوا۔

"ادیوا! تم خوش تو ہو ناں؟"

"حادی! میں بالکل ٹھیک ہوں میرے بھائی! در حقیقت بہت خوش ہوں کہ ہمیں ماما پاپا کے ساتھ اتنے عرصے بعد وقت گزارنے کا موقع ملے گا۔"

www.novelsclubb.com

ادیوا نے حادی کا مان رکھتے ہوئے بہت خوبصورتی سے اپنے جذبات چھپا لیے۔

حادی اُس کا یہ جواب سن کر مطمئن ہوا اور فون رکھتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر شام کو ملتے ہیں۔"

”کتنا مشکل ہوتا ہے ناں! اپنوں کا مان رکھنا، مردہ دل سے ہنستے رہنا، اپنا آپ ان کی خوشیوں کے لیے مار دینا۔“

وہ دل ہی دل میں سوچتی رہی۔

دوپہر کے کھانے پر سب موجود تھے۔ بس اشعر کا انتظار ہو رہا تھا، اتنے میں ڈور بیل ہوئی اور اشعر داخل ہوا۔ کچھ تھکا اور افسردہ سا لگا۔

”اشعر بیٹے! تم ٹھیک تو ہو۔“

سب کے چہروں پہ ایک پریشان کن تجسس تھا۔

”جی پاپا! وہ کل ہمارا Deligation آ رہا ہے امریکہ سے اور مجھے Presentation تیار کرنی ہے، مجھے لگتا ہے میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں جا سکوں گا لیکن یہاں کام ختم ہوتے ہی ممکن ہے کہ میں آ جاؤں گا، میں اس میٹنگ میں ہر حال میں شرکت کرنا چاہتا ہوں، مس نہیں کر سکتا۔“

www.novelsclubb.com

"مگر بھائی! ہم آپ کے بغیر جا کے کیا کریں گے۔"

وہ تو پہلے ہی چاہتی تھی کسی طرح یہ پلان بس کینسل ہو جائے۔

اشعر نے ادیوا کی فوراً تردید کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں، نہیں ادیوا! تم لوگ جاؤ۔ میں جلد سے جلد آنے کی کوشش کروں گا اور ابھی حادی کی بھی چھٹی منظور ہو گئی ہے، اس لیے یہ موقع ضائع نہیں ہونا چاہیے۔"

پھر اس کے بعد اس ٹاپک پر مزید بات نہیں ہوئی۔ سب نے کھانا کھایا اور اتنے میں ڈرائیور نے گاڑی میں سامان رکھا۔

www.novelsclubb.com

"فرح بیگم! آپ کا کیا خیال ہے ادیوا خوش تو ہے نا ہمارے اس اچانک پلان سے۔" عمر صاحب نے قدرے محتاط انداز میں بیوی سے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”مجھے تو اس لڑکی کی کچھ سمجھ نہیں آتی عمر! یہ کیا کرنا چاہتی ہے اپنے ساتھ، میں ماں ہوتے ہوئے بھی سمجھ نہیں پا رہی، سچ پوچھیں تو مجھے تو اب اس کے چہرے پہ خوشی اور دکھ کے رنگوں میں کوئی فرق ہی محسوس نہیں ہوتا۔ میں تو اپنے رب کے آگے اس کے حق میں دعائیں کر کر کے تھک چکی ہوں۔“

”وہی ہے جو کوئی معجزہ کر دے۔“

اتنے میں حادی اور ادیوا کو سیڑھیوں سے اُترتا دیکھ کے مسز عمر نے کسی اور موضوع پہ بات شروع کر دی اور کچھ ہی دیر بعد سب مری کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

گاڑی کے اندر حادی نے بہت پُر جوش ماحول بنا رکھا تھا۔ تمام نئے گانوں کی سی ڈیز ایک کے بعد ایک پلے ہو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

سب اپنے ہی قصے کہانیوں میں مصروف تھے اور ادیوا مسلسل کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ ہر منظر کتنی تیزی سے گزر رہا تھا، پر وہ شاید کسی اور منظر کے پس منظر

میں تھی۔ وہ گہری سوچوں میں گم پانچ سال پہلے کی زندگی میں پہنچ چکی تھی۔ وہ اُس احساس کو اتنی شدت سے محسوس کر رہی تھی، جو اسے صفان کے ساتھ انھی راستوں میں آتے جاتے محسوس ہوا تھا۔ وہ ایک حصار ایک طلسم کی گرفت میں آتی چلی گئی۔ پھر سے وہی سب یادیں تازہ ہوتی گئیں اس سے پہلے کہ وہ کسی اور دنیا میں پہنچ جاتی کسی مانوس سی آواز نے اُسے جھنجوڑ دیا۔

"ادیوا! کہاں گم ہو بھئی، حادی کتنی دیر سے بُلا رہا ہے۔ ایک تم ہو کہ باہر دیکھنے سے فرصت نہیں۔ یہ دیکھو! تمھارے فیورٹ موتیے کے گجرے......"

"ماما جانی! وہ میں......میں......"

ادیوا یوں بوکھلائی، گویا پانچ سال کی مسافت دو لمحوں میں طے کر کے پہنچی ہو۔

"یہ پھول پسند نہیں اب مجھے ماما جانی! ان سے الرجی محسوس ہوتی ہے۔"

اُس کا دل پھولوں کو دیکھتے ہی ایک خیال نے مَسل کے رکھ دیا۔اُس کا جی چاہا کہ پھول نوچ کر باہر پھینک دے۔

کچھ چیزیں جتنی ہی پسند کیوں نہ ہوں جب کسی دُکھ دینے والے سے منسوب ہو جاتی ہیں، تو پھر سکون نہیں دیتی بلکہ کلیجہ چیر دیتی ہیں۔

وہ گجرے غالباً رَوڈ پہ کھڑا بچہ بیچ رہا تھا دیوا اُسے بہت اُلجھے سے انداز میں دیکھتی رہی اُس کی شکل اُس بچے سے بالکل مختلف تھی جس سے صفان نے گجرے لیے تھے۔ وہ ایک دم سے جھنجلائی جیسے کوئی بہت ممنوعہ سوچ اُس کے ذہن میں در آئی ہو۔وہ ان باتوں پہ ایسے پریشان ہوتی جیسے اب زندگی میں اور بھی کوئی طوفان آنے باقی تھے۔وہ کبھی بھی ایسی نہ تھی جیسا اب حالات نے اُسے بنا دیا تھا۔

پنڈی سے مری کا راستہ تقریباً 2 گھنٹے میں طے ہو گیا، ریسٹ ہاؤس پہنچتے پہنچتے شام کے 7 بج چکے تھے سب فریش ہوئے اور ڈائننگ ہال میں بیٹھ کے کھانا کھانے کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بعد حادی نے مال روڈ پر واک کرنے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا سب کھانے سے فارغ ہو کر مال روڈ کی طرف روانہ ہوئے۔

موسم بہت ہی خوشگوار تھا۔ ہوا میں ایک عجیب سے پُراسراریت تھی یا شاید اکتوبر کی ہوائیں کچھ مخصوص ہی ہوتی ہیں۔

واک کرتے ہوئے اچانک حادی کو یونیورسٹی کے کچھ دوست مل گئے اور وہ سب سے معذرت کر کے دوستوں سے گپ شپ میں مصروف ہو گیا۔

مسز عمر نے حادی کے جاتے ہی ادیوا کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اُسے اِدھر اُدھر کی باتوں میں اُلجھائے رکھا تاکہ اس کا دھیان کسی اور طرف نہ جائے۔

www.novelsclubb.com

"ادیوا! تمھیں پتہ ہے، شجاع بھیا کا فون آیا تھا، وہ لوگ جمعرات کو پاکستان پہنچ رہے ہیں اور عنائیہ بھی ساتھ آ رہی ہے۔ اسے سمسٹر بریک ہے، تو تمھارے ماموں نے سوچا کہ بچوں کو پاکستان کا ویزٹ کروا دیں۔"

ادیوا چپ چاپ سنتی رہی۔

عنائیہ، ادیوا سے دو سال بڑی تھی مگر دونوں میں کافی اچھی دوستی تھی۔ ادیوا کو کبھی بھی بہن کی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی، مگر کچھ سالوں سے وہ سب سے کٹ کے رہ گئی تھی۔ شجاع ماموں پچھلے 35 سال سے کینیڈا میں ہی رہائش پذیر تھے۔ عنائیہ دو بہنیں اور ایک بھائی تھا۔ ذریاب شجاع عنائیہ سے دو سال چھوٹا اور ادیوا کا ہم عمر تھا۔ لیکن پڑھائی اور کیریئر پہ کبھی سمجھوتا نہ کرتا۔ اس لیے پاکستان بہت کم چکر لگتا۔ وہ آخری بار 8 سال پہلے پاکستان آیا تھا۔ ممانی نے بچوں کی پرورش بہت اچھی کی تھی۔ مڈل کلاس فیملی سے ہونے کے باوجود بچوں کو ایسا براٹ اپ کیا کہ شاذونادر ہی اُن کی شخصیت میں کوئی نقص نظر آتا۔ تعلیم کے لحاظ سے بھی اور اخلاقی اقدار کے لحاظ سے بھی ان کے سب بچے اپنی مثال آپ تھے۔

کچھ دیر تک اُن لوگوں نے حادی کا انتظار کیا اور پھر واپس ریسٹ ہاؤس آ گئے۔

حادی نے بعد میں اپنے دیر سے آنے کی اطلاع فون پر دے دی تھی۔

www.novelsclubb.com

ادیوا کے کمرے کی بالکونی سے ویو بہت خوبصورت تھا مگر رات کے اندھیرے کی وجہ سے کچھ بھی اتنا واضح نہیں تھا۔ دور مال روڈ کی سٹریٹ لائٹس بہت دھندلی سی دکھائی دے رہی تھی۔ سامنے لان میں ایک مدھم سی لائٹ روشن تھی۔ ادیوا کافی کا کپ لیے وہیں بالکونی میں آ کر بیٹھ گئی۔ اُس کی بلیک کافی کی عادت بہت پختہ ہو چکی تھی، دن کے 5،6 کپ تو کچھ بھی نہیں تھے اس کے لیے۔ وہ کڑوی بلیک کافی سے جانے کتنی تلخیوں کا زہر مارتی تھی۔ یا شاید کچھ نشے ضروری ہو جاتے ہیں جب انسان تنہا اور سفر کی تھکان زیادہ ہو۔

☆☆☆

صفان سے پہلی ملاقات.....اُس کی وہ آخری سوچ ہوتی جو وہ اکثر دن کے اختتام پر سوچتی۔ کبھی کبھی انسان خود کو تکلیف دینے کا اتنا عادی ہو جاتا ہے کہ ذرا بھی تاخیر ہو جائے اذیت میں، تو جسم سے جیسے روح کھینچنے لگتی ہے۔

وہ دسمبر کی شام آج بھی اسی طرح ذہن میں تازہ تھی جب یونیورسٹی سے گھر آتے ہوئے اسے کسی ضروری کام سے بنک جانا پڑا۔

درمیانی لمبائی والے کھلے بال اور Fringes cut میں وہ اور بھی معصوم لگتی۔ اُسے دیکھ کر بالکل ویسے ہی پیار آتا جیسے کسی بچے کی معصومیت پر آتا ہو۔ انتہائی نازک، دُبلی پتلی سی، سیاہ قمیض کے ساتھ بلیو جینز اور پاؤں میں Sneekers بالکل ہلکی سی پنک لپ سٹک کے ساتھ وہ اتنی پرکشش لگ رہی تھی کہ ممکن ہی نہ ہوتا کہ کوئی دیکھے اور نگاہ پھیر لے۔ سیاہ جالی کا ڈوپٹہ سنبھالتے ہوئے بے دھیانی میں سیڑھیاں چڑھتی ہوئی وہ بینک میں داخل ہوئی۔ چونکہ اسی بنک میں عمر حیات کے فیکٹری اکاؤنٹس تھے، لٰہذا برانچ منیجر ادیوا کو بہت اچھے طریقے سے جانتا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ادیوا بے دھیانی میں والٹ کھولتی ہوئی کیش کاؤنٹر کی طرف جا رہی تھی کہ اچانک زوردار ٹکراؤ محسوس ہوا، سامنے ایک دُبلا پتلا لمبے قد کا نوجوان جو ادیوا کی طرف رُخ پھیرے کسی سے فون پر بات کرنے میں مشغول تھا۔ جیسے ہی بے دھیانی میں وہ اُس سے ٹکرائی اُس نے فوراً پیچھے پلٹ کے ادیوا کو دیکھا، جو Sorry کہہ کر زمین سے اپنے والٹ سے گری کچھ Invoices اُٹھانے میں مصروف تھی۔

"پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

www.novelsclubb.com

تحریر مصباح مشتاق

قسط 2

ادیوا بے دھیانی میں والٹ کھولتی ہوئی کیش کاؤنٹر کی طرف جا رہی تھی کہ اچانک زوردار ٹکراؤ محسوس ہوا، سامنے ایک دُبلا پتلا لمبے قد کا نوجوان جو ادیوا کی طرف رُخ پھیرے کسی سے فون پر بات کرنے میں مشغول تھا۔ جیسے ہی بے دھیانی میں وہ اُس سے ٹکرائی اُس نے فوراً پیچھے پلٹ کے ادیوا کو دیکھا، جو Sorry کہہ کر زمین سے اپنے والٹ سے گری کچھ Invoices اُٹھانے میں مصروف تھی۔

صفان علی نے جُھک کر اُس کی مدد کرنا چاہی، تو اتنے میں وہ اٹھ کر والٹ بند کرنے لگی اور کاؤنٹر کی طرف چلی گئی۔ ایک نظر اُٹھا کے بھی اُس نے صفان علی کو نہیں دیکھا، مگر وہ اُسے مسلسل دیکھتا رہا کہ اچانک اس کی نظر زمین پر گرے آئی ڈی کارڈ (ID) پر پڑی۔ اُس نے فوراً اٹھایا اور کاؤنٹر پر کھڑی ادیوا کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا جو کہ Cashier سے باتکرنے میں مصروف تھی اور پھر اپنا کام ختم

کر کے جیسے ہی وہ پیچھے مڑی۔ صفان علی اُس کی نظروں کا منتظر کھڑا تھا کہ اُٹھیں اور اُس کے چہرے پہ ٹھہر جائیں، چاہے وہ ٹھہراؤ ایک لمحے کا ہی ہو۔

"Excuse me!"

ادیوا ایک دم سے رُکی اور سامنے کھڑے نوجوان کی طرف متوجہ ہوئی۔ ایک عجیب سی کشش تھی اس کی شخصیت میں، گہری کالی آنکھیں اور چہرہ سورج سے پھوٹتی کرنوں کی طرح روشن تھا۔ بلیک ڈریس پینٹ اور وائٹ شرٹ کے اوپر بلیک بلیزر۔ کسی بزنس امپائر کے مالک کی طرح اُس کے سامنے کھڑا تھا، جو کہ بہت سلجھے اور عاجزانداز میں اس سے مخاطب ہوا۔

"آئی تھینک...... یہ ID Card آپ کا ہے، غالباً؟"

ادیوا اُس کی آنکھوں کے حصار سے نکلتے ہوئے ایک دم چونکی۔ وہ جیسے کسی گہرے شاک سے نکلی ہو۔ وہ اپنی زندگی میں کبھی بھی اتنا کنفیوز نہیں ہوئی، جتنا اس وقت

ہو رہی تھی۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے اُس کے ہاتھ سے ID Card لیا اور بہت دھیمے انداز میں تھینک یو بول کے نظریں جھکا دیں۔ادیوا کو لگا کہ اگر ایک بھی پل وہ اُس کی آنکھوں میں اور دیکھے گی، تو وہ ان آنکھوں کی غلام ہو جائے گی۔

اُس کے لیے صفان علی کا چہرہ کوئی عام چہرہ نہیں تھا۔

اُسے اچھی طرح یاد تھا، وہ آنکھیں کسی سے ملتی تھیں، وہ چہرہ وہ خدوخال ہو بہو ویسے تھے جیسے اُس نے ہمیشہ سے آئیڈیلائز کیے تھے۔وہ کبھی بھی ہر لڑکی کی طرح کسی شہزادے کا خواب نہیں دیکھتی تھی، مگر جب بھی وہ اس بارے میں سوچنے لگتی کچھ ایسے ہی نقوش اسے بنتے دکھائی دیتے۔وہ اسی لیے تو چونک گئی تھی اسے دیکھ کے کہ جیسے خیالوں سے نکل کے ایک دم وہ اُس کے سامنے آ کھڑا ہو۔

بنک سے گھر تک آتے ہوئے وہ اُسی کی نظروں کے طلسم میں گرفتار رہی، سارا وقت بے یقینی میں یہی سوچتی رہی کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ بالکل وہی انسان وہی آنکھیں، وہی چمکتا چہرہ، ویسے ہی خدوخال یہ سب کسی معجزے سے کم نہیں تھا۔

☆☆☆

ادیوا انھی لمحوں کی گہرائی میں تھی کہ اچانک گیٹ پر گاڑی کے ہارن نے اُسے چونکا دیا۔ چونکہ وہ بالکونی پر تھی اس لیے فوراً متوجہ ہوئی۔ حادی اب ریسٹ ہاؤس کے اندر آتا ہوا دکھائی دیا۔ ادیوا نے فوراً کمرے کا رُخ کیا کیوں کہ وہ حادی کو یہ تاثر ہرگز دینا نہیں چاہتی تھی کہ وہ رات کے اس پہر تک جاگ رہی ہے اور وہ بھی اس طرح سے بالکونی میں اکیلے بیٹھ کر۔

www.novelsclubb.com

اب وہ بیڈ پر آکر لیٹ چکی تھی، مگر ذہن تھا کہ ماضی میں اُلجھتا چلا گیا۔

اُسے صفان علی سے وہ ملاقات یاد آئی، جب وہ اپنی یونیورسٹی فرینڈ ماہا کے ساتھ Outlet Mall گئی۔ وہ دونوں یونیورسٹی کے سپرنگ فیسٹیویل کے لیے کچھ ڈریسز لینے آئی تھی۔ ماہا چوں کہ ادیوا کی بہت پرانی اور کلوز فرینڈ تھی، اس لیے ادیوا پہلے ہی اُسے صفان علی کے بارے میں بتا چکی تھی۔ وہ ایک لمحے کی ملاقات اُس کے لیے کسی خواب کی طرح تھی۔ ماہا سے باتیں کرتے کرتے اُسے یاد آیا کہ اُسے حادی کی برتھ ڈے کے لیے کوئی اچھا سا تحفہ بھی لینا تھا۔ چنانچہ دونوں نے ایک مشہور برانڈ کی Outlet کا رُخ کیا۔ باہر ڈسپلے گلاس سے اُسے وہی مانوس سا چہرہ پھر دکھائی دیا۔ وہ کوئی اور نہیں صفان علی تھا جو کہ اُس آؤٹ لٹ کا مینیجر تھا اور اس روز وہ بینک بھی اپنی Outlet کے ہی کچھ چیک ڈیپازٹ کروانے آیا تھا، بلیک ڈریس پینٹ کے ساتھ بلیک شرٹ اور Blue Blazer، وہ کسی شہزادے سے کم نہیں تھا۔ ادیوا کا دل ایک دم سے اتنا تیز دھڑکا جیسے بس آخری بار دھڑک رہا ہو۔ اُس نے ماہا کا ہاتھ زور سے پکڑا، چاہا کہ کچھ بولے مگر الفاظ تھے کہ زبان سے ادا ہی نہ

www.novelsclubb.com

ہو پائے۔ہاتھ کے اشارے سے اُس نے ماہا کو ڈسپلے گلاس سے پرے کھڑے شخص کی طرف متوجہ کروایا۔

”ماہا! یہ وہی ہے۔“

ماہا جو اُس کی حالت سے پہلے ہی تشویش میں تھی، چونک کر ڈسپلے گلاس سے جھانکا، تو وہی شخص اپنے ورکرز کو کچھ ہدایات دیتا نظر آیا۔

”ادیوا! He is so handsome۔“

ماہا کے منہ سے یہ الفاظ بے اختیار نکلے اور اتنے میں ادیوا نے اس کا ہاتھ پکڑا اور واپس مڑتی ہوئی لے جانے لگی۔

www.novelsclubb.com

”چلو یہاں سے۔“ ماہا نے اصرار کرتے ہوئے پوچھا۔

”لیکن کیوں ادیوا!“

"بس ماہا! میں اُس انسان کی نظروں سے ہار جاتی ہوں، میں ادیوا عمر، جو زندگی میں کبھی کسی کے سامنے کنفیوز نہیں ہوئی۔ مگر جب وہ سامنے آتا ہے، تو مجھے لگتا ہے میرا وجود پانی کی طرح بہہ جائے گا۔ میں ایک لمحہ بھی اُس کی آنکھوں میں دیکھوں گی تو وہ میری روح پہ قابض ہو جائے گا۔ بس تم چلو یہاں سے۔"

ابھی وہ اسی بحث میں تھیں کہ صفان علی سامنے آ کھڑا ہوا۔

"ارے ادیوا! آپ؟"

ادیوا جیسے پتھر ہو گئی، اُس کے منہ سے اپنا نام سنتے ہی اُسے یوں لگا کسی خواب نے سچ مچ آنکھیں کھول لی ہوں اور تعبیر بن کے اُس کے سامنے آ کھڑا ہو۔

"آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟" ہوش سنبھالتے ہی اُس نے پہلا سوال یہ کیا۔

"اوہ، سوری......وہ اُس دن آپ کے ID Card سے پڑھا تھا۔ بائے دا وے! میرا نام صفان ہے صفان علی۔ میں یہاں کا آؤٹ لٹ منیجر ہوں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کو کچھ چاہیے تھا۔ آیئے اندر۔"

"نہیں......وہ Actually......پھر کبھی۔" ادیوا بوکھلائی سی بولی۔

"ارے! ایک کپ کافی تو پی جاسکتی ہے نا۔" صفان علی قدرے محتاط انداز میں مخاطب ہوا۔ "یہ ساتھ میں ہی ایک بہت اچھا کافی chain ہے اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں تو؟"

ماہا نے ادیوا کو آنکھیں دکھائیں اور ساتھ ہی بولی۔

"جی کیوں نہیں......چلو ادیوا! بہت مَن ہو رہا ہے کافی کا۔"

ادیوا ماہا کی اس حرکت سے قدرے حیران ہوئی۔

www.novelsclubb.com

کافی پیتے ہوئے مسلسل صفان کی آنکھیں ادیوا پر جمی رہیں۔ وہ ماہا سے بات کرتا اور نظریں ادیوا کی طرف رکھتا۔ ادیوا چاہ کر بھی کھل کے بات نہ کر سکی، کبھی کپ پر نظریں جما لیتی، تو کبھی ماہا کی طرف متوجہ ہوتی۔ وہ بہت ڈیپلی فیل کر سکتی تھی کہ

صفان علی کا دیکھنا کسی خطرے سے خالی نہیں تھا وہ اُسکی روح پر قابض ہونا چاہتا تھا، فارمل گفتگو کے بعد وہ ادیوا سے مخاطب ہوا۔

"آپ اتنی چپ چپ نارمل لائف میں بھی رہتی ہیں یا یہ اعزاز آپ صرف مجھے بخش رہی ہیں۔"

اور ماہا بے اختیار ہنسی۔

"جی بس ایسے ہی رہتی ہوں۔"

دل تو چاہ رہا تھا کہ اُس سے ڈھیروں باتیں کرے اور سب سے پہلے اُس کے یوں دیکھنے کی وجہ پوچھے۔

www.novelsclubb.com

لیکن مشرقی لڑکیاں شاید ایسی ہی ہوتی ہیں۔ چاہے جتنے بڑے گھر میں براٹ اپ ہوں ویلیوز تو نہیں بدلتیں۔ یہ چیزیں تو خون میں شامل ہوتی ہیں اور ادیوا چاہ کے بھی کچھ نہ پوچھ سکی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُٹھتے اُٹھتے اس نے ماہا اور ادیوا کو اپنا وزٹنگ کارڈ دیا اور کہا۔

”Please کبھی بھی کچھ بھی ہیلپ چاہیے ہو، تو مجھ سے رابطہ کیجیے گا، مجھے خوشی ہو گی۔“

اور پھر وہ لوگ وہاں سے نکل آئے۔

ڈرائیور گاڑی میں انتظار کر رہا تھا، اُنھیں آتا دیکھ کر نکل کر دروازہ کھولا اور ادیوا کو مسز عمر کی کال کا بتایا۔

”بی بی فون کر رہی تھیں......آپ کا نمبر بند تھا، تو انھوں نے مجھے کال کی۔“

ادیوا نے موبائل دیکھا، تو نیٹ ورک ڈاؤن تھا۔ خیر وہ ابھی آدھے راستے پہنچے کہ ادیوا کو اپنا نوٹس فولڈر دکھائی نہ دیا اور ایک دم ماہا پہ چلا کر بولی۔

www.novelsclubb.com

”اوہ نو ماہا! میرا فولڈر وہ کافی شاپ پر......“

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”واٹ ! اتنی غیر ذمہ داری......ادیوا! وہ بھی اتنی اہم چیز کے لیے۔اب تو پہنچنے میں ٹائم لگے گا اور اگر وہ Misplace ہو گیا تو؟ تمھیں پتہ ہے نا تمھاری Cost accounting کے سارے نوٹس اسی میں ہیں۔ خیر اب تم ایک کام کرو، وہ مسٹر آئیڈیل کو فون کرو تاکہ تمھارا فولڈر سیو ہینڈز میں ہو۔“

ادیوا نے جلدی سے اسی ٹینشن میں کارڈ نکالا اور اُس پر درج موبائل نمبر ملایا۔

”ہیلو......السلام علیکم صفان علی ہیئر۔“

ادیوا ایک دم سے گھبرا کر بولی۔

”جی! وہ میرے نوٹس......“

www.novelsclubb.com

ابھی اس نے اپنی بات مکمل نہ کی تھی کہ صفان علی کے ہنسنے کی آواز آئی۔

”ارے! آپ تو بہت غیر ذمہ دار ہیں۔اتنی اہم چیز آپ بھول گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

By the wayآپ کے جانے کے بعد میری نظر پڑی تھی فولڈر پر اور میں اٹھالایا تھا۔"

ادیوا کو اپنی ہتھک محسوس ہوئی۔وہ چپ سی رہ گئی۔کچھ بھی تھا وہ صفان سے اتنا بے تکلف نہیں تھی کہ وہ اتنی بڑی بات کہہ جاتا۔خیر ڈرائیور گاڑی واپس لے گیا اور اس کی Outletسے ماہا فولڈر لے کر آئی۔ادیوا خاموش گاڑی میں بیٹھی رہی۔ بہت زیادہ حساس ہونا اور پھر وہ بھی ایسے معاملوں میں بہت زیادہ تکلیف دیتا ہے۔

شام کو وہ سو کر اٹھی،تو موبائل پر صفان کا میسج دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"میں شرمندہ ہوں،مجھے لگتا ہے آپ نے میری کسی بات کو مائینڈ کیا۔اگر ایسا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

رگارڈز،صفان علی!

ادیوا جانے کتنی بار وہ میسج پڑھ چکی تھی اور پھر ہمت کر کے اُسے ریپلائے کیا۔

”جی نہیں صفان علی! مجھے کچھ بُرا نہیں لگا اور میں غیر ذمہ دار ہر گز نہیں ہوں۔“

ادیوا کے اس میسج سے وہ بات واضح طور پر ظاہر تھی، جو اُسے ناگوار گزری۔ کچھ دیر تک اسی طرح سے میسجز کے تبادلے ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ادیوا صفان کے لیے اپنا دل صاف کر چکی تھی۔

☆☆☆

”یہ ماضی بھی کتنا بے رحم ہوتا ہے ناں! یاد آتا ہے، تو یہ بھی نہیں سوچتا کہ یاد کرنے والوں کی تکلیف کی شدت کتنی ہے؟ جن رشتوں کا انجام اچھا نہ ہو، تو ان کی اچھی یادیں بھی ڈھیروں ڈھیر رُلا جاتی ہیں۔“

یہ سب سوچتے سوچتے ادیوا آدھی سے زیادہ رات آنکھوں میں کاٹ چکی تھی۔ آنکھیں بھیگ گئے اب اسے سونے کی کوشش کرنا تھی۔ مگر ساتھ ساتھ وہ ان

WWW.NOVELSCLUBB.COM

خوابوں سے بھی خوفزدہ تھی، جو مسلسل اذیت بن کے اس کے تخیل پہ چھا جاتے تھے۔اسے اپنی ماما کی بات یاد آئی۔

"جلدی سونے کی کوشش کیا کرو ادیوا! خواب دیکھنے ضروری ہوتے ہیں تاکہ انسان میں نئی نئی امنگیں جاگتی رہیں۔"

لیکن وہ نہیں جانتی تھیں شاید، جن آنکھوں میں پرانے خوابوں کی کرچیاں چبھتی ہوں ناں! ان آنکھوں میں نئی امنگوں والے خواب نہیں ابھرتے۔وہ آنکھیں سو بھی جائیں، تو بھی خواب ٹوٹی امنگوں کے ہی دیکھتی ہیں۔

اگلی صبح ناشتے کے بعد سب Hicking کے لیے ریڈی ہوئے۔

"حادی بیٹا! اتنا لیٹ آئے آپ رات کو۔" عمر حیات نے قدرے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حادی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پاپا! وہ بس یونیورسٹی کے فرینڈز تھے، تو ہم لوگ لیٹ نائٹ باربی کیو کرتے رہے۔"

"اوہ! اچھا چلو کوئی بات نہیں۔"

اب وہ لوگ نتھیا گلی کی طرف روانہ ہوئے۔ادیوا کی بہت سی یادیں وابستہ تھیں ان سب راستوں سے، مگر وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔اب یادیں تکلیف دیتی ہوں، تو سہنی تو ہیں۔

کچھ ہی دیر بعد وہ نتھیا گلی پہنچ چکے تھے۔یہاں کی خوبصورتی کی الگ ہی بات تھی۔ پہاڑوں پر گھر ادیوا کو کسی محل سے کم نہ لگتے تھے، کہیں چھوٹے چھوٹے کچے گھر زندگی کی بہت بنیادی ضرورتوں سے بھی خالی ہوں شاید، مگر ان کی خوبصورتی اور ان گھروں کا سکون کسی بادشاہ کے محل سے بھی زیادہ تھا۔اس کی بڑی خواہشوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اُس کا گھر پہاڑوں کے دامن میں ہو، جہاں سے وہ

بالکونی پہ آئے، تو سامنے جھیلیں ہوں، جھرنے ہوں، اسے ہمیشہ سے یہ خواہش تھی

کہ وہ ایسی ہی جنت میں رہے۔اس انسان کے ساتھ جو اس کا ہم سفر ہو۔

"اچھا تو میری بہنا! پہاڑ والے گھروں میں کھوئی ہوئی ہے......

پتھر کردو آنکھ میں آنسو

✍️ مصباح مشتاق

قسطنمبر:-3

www.novelsclubb.com

"اچھا تو میری بہنا! پہاڑ والے گھروں میں کھوئی ہوئی ہے......

دیکھو! مجھے پتہ چل گیا۔"

....

حادی ادیوا سے بہت پیار تو کرتا ہی تھا، مگر اسے سمجھتا بھی تھا، کیوں کہ ادیوا اُس سے ہر بات شیئر کرتی، سکول، کالج، یونیورسٹی لیول تک آکر بھی وہ حادی کو ایسے ہی ٹریٹ کرتی، جیسے کوئی بچپن کی سہیلی۔ جو ہر بات سے واقف ہو۔ مگر کہتے ہیں نا کہ رشتے کبھی ایک سے نہیں رہتے کیوں کہ انسان بدلتا رہتا ہے۔ ادیوا بھی بدل گئی تھی حادی کے لیے۔ بچپن کی سہیلی سے صفان کے دکھ شیئر نہیں کرتی تھی۔ اب وہ بھی کیا کرتی انسان حالات کا ستایا ہو، تو بدلاؤ نا چاہتے ہوئے بھی آجاتا ہے۔

واک کرتے کرتے حادی اور ادیوا ایک قبرستان کے آگے سے گزرے تو ادیوا مسلسل قبروں کو دیکھتی رہی، کبھی کتبے پڑھنے کی کوشش کرتی اور کبھی بغیر کتبے والی قبروں پہ نظر ڈالتی۔ پھر اچانک حادی سے مخاطب ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”حادی! وہ اپنے سٹور روم میں جو کتبہ ہے، وہ دادی امی کی قبر کا ہے نا؟“

”ہاں ادیوا! بس اُس پر نام میں کچھ غلطی آگئی تھی، جو پاپا نے گھر آ کر دیکھی۔ مجھے کہہ چکے ہیں ایک دو بار۔ مگر میرا ٹائم ہی نہیں لگا کہ جاؤں اور تبدیل کراؤں۔“

”حادی! ایک بات پوچھوں؟“

”وائے ناٹ......ادیوا! پوچھو۔

”کیا قبروں پہ کتبے لگانے ضروری ہوتے ہیں؟ جن لوگوں کی پہچان ہمیں ان کی زندگی میں نہیں ہوتی، تو مرنے کے بعد اُن کی قبروں کو نشانیاں دینے کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ ہم نے اُن کی قبروں کو ڈھونڈ کے کون سی ایسی خوشی دینا ہوتی ہے، جو ان کے ساری زندگی کے دکھوں کا مداوا کر سکے؟

www.novelsclubb.com

تمھیں نہیں لگتا حادی! ہمیں کتبوں کو زندہ لوگوں پہ نصب کرنا چاہیے تاکہ ان کی پہچان ہم ان کے جیتے جی ہی کر سکیں۔ پھر شاید انھیں قبروں تک پہنچنے کی اتنی جلدی نہ ہو۔"

وہ جانتا تھا کہ ادیوا ابھی کسی اور رنگ میں ہے، اس لیے وہ چپ چاپ اسے سنتا رہا۔ بہت عرصے بعد اُس نے ادیوا کو اس طرح بولتے دیکھا تھا۔ اُس کی سب باتوں کے جواب میں بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"ادیوا! تم بہت گہری باتیں کرنے لگ گئی ہو۔ پہلے تو تم کبھی اتنی سنجیدہ نہیں ہوتی تھی۔ تمھیں نہیں لگتا...... پہلے والی ادیوا کی ہم سب کو بہت ضرورت ہے۔"

یہ بات سنتے ہی دل کٹ کے رہ گیا اُس کا۔ دل چاہا کہ اُس کے کندھے سے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے روئے، نکال دے سب اذیتوں کے زہر اپنے اندر سے۔ پھر سے ویسی ہی ہو جائے جیسے اُس کے پیارے اُسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر کبھی کبھی باتیں

اختیار سے بہت آگے چلی جاتی ہیں۔ہم ہتھیار ڈال بھی دیں،تو بھی ہار ماننے کی سزائیں سہنا پڑتی ہیں۔

”حادی! ماما پاپا کہاں ہیں؟“

”ہاں! وہ نیچے پارکنگ تک گئے ہیں۔ابو کے دوست انکل زمان کی گاڑی پارک تھی،وہاں شاید ان کے فیملی بھی ساتھ ہے۔آپ جناب اکیلی اوپر آگئی پہاڑوں پر گھر دیکھنے،تو میں آگیا آپ کے ساتھ ہی۔“

تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں بھی آگئے۔عمر حیات نے حادی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے بھئی! آپ لوگوں کے ماموں آرہے ہیں اور سب سے بڑی حیرت کی بات ہے کہ اس بار ذریاب صاحب بھی ساتھ ہیں......عنائیہ اور چھوٹی ہانیا بھی چھٹیاں انجوائے کرنے آرہی ہیں۔“

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"حادی! تم کوئی پلان وغیرہ کر وادیوا کے ساتھ مل کے...... بھئی میں چاہتا ہوں بچے خوب انجوائے کر کے جائیں پاکستان کو۔"

ماما کے خاندان میں ماموں شجاع پاپا کے فیورٹ تھے اور دونوں میں بہت اچھی دوستی بھی تھی۔ شجاع ماموں تھے ہی بہت سویٹ۔

"ارے پاپا! یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔ آپ فکر مت کریں ان شاءاللہ! ہماری طرف سے کوئی کسر نہیں رہے گی اور ماما جانی! آپ ممانی جان کا خیال رکھئے گا بس (وہ بہت اچھی خاتون ہیں)" حادی بیٹا! فکر نہیں کرو، میں سب کا پورا پورا خیال رکھوں گی اور ادیوا کی تو عنائیہ آپی آرہی ہیں۔"

ادیوا سے دو سال بڑی تھی عنایہ لیکن بچپن سے ادیوا اُسے آپی ہی کہتی۔ دوستی بھی بہت تھی اور حادی کی تو عنائیہ سے کچھ زیادہ ہی بنتی تھی۔ اب وہ دوستی تھی یا کچھ اور، یہ تو وہی دونوں جانتے تھے۔

پورا دن نتھیا گلی میں گھومنے کے بعد شام کو سب تھکے ہارے ریسٹ ہاؤس واپس آگئے۔ادیوا کچھ زیادہ تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی لٰہذا سب سے معذرت کر کے وہ کمرے میں آگئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد مسز عمر کمرے میں داخل ہوئیں بلیک کافی کا کپ لیے۔ادیوا اسی وقت شاور کر کے باہر نکلی تھی۔

"اوہ......ماما جانی! تھینک یو ویری مچ۔میں ابھی آ ہی رہی تھی کافی لینے۔یو آر دی بیسٹ مام۔"

ادیوا کا اتنا ذرا سا بدلا ؤ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئیں۔ورنہ ادیوا تو ہر Concern ہر کیئر کو تکلف سمجھنے لگ گئی تھی۔ مسز عمر نے اسے سر پر بوسہ دیا اور روز کی طرح جلدی سونے کی ہدایت کر کے چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

ادیوا نے کافی کا کپ اٹھایا اور ساتھ ہی موبائل ہاتھ میں پکڑ کر وہ فوٹو گیلری کی تصویریں دیکھنے لگی۔ دیکھتے دیکھتے اسے بہت پرانی یونیورسٹی کی ایک تصویر ملی جس

میں اُس نے رائل بلیو شلوار قمیض پہنی تھی اور بال ویسے ہی کھلے ماتھے پہ Fringes۔وہ اس تصویر کو دیکھتی رہی، یہ اس دن کی تھی جس دن وہ یونیورسٹی کے بعد صفان علی سے پہلی بار اکیلے میں ملی تھی۔ورنہ جتنی بھی دو چار رسمی ملاقاتیں ہوئیں، وہ ماما کی موجودگی میں ہوئی تھیں۔

☆☆☆

صفان علی وہیں کافی چین میں اس کا منتظر تھا۔وہ ڈرائیور کے لیٹ آنے کی وجہ سے پندرہ منٹ لیٹ ہو چکی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ صفان علی کے سامنے بیٹھی تھی۔ گھبرائی سی مگر اس بار وہ پہلی ملاقات والا کنفیوژن نہیں تھا، کیوں کہ اکثر وہ لوگ فون پر بھی بات کرتے تھے اور میسجز کا بھی تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔

"ادیوا عمر! آج صفان علی چاہتے ہیں کہ آپ کوئی بات کریں۔" وہ بہت شان بے نیازی سے ادیوا سے مخاطب ہوا کہ اس پہ اچانک ادیوا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صفان علی کا sense of Humor بہت اچھا تھا وہ اکثر ادیوا کو بہت خراب موڈ میں بھی ہنسنے پر مجبور کر دیتا۔ چاہے جتنی بھی انڈر اسٹینڈ نگ (Understanding) ڈیویلپ ہو گئی تھی، مگر وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے اب بھی اسی طرح ڈرتی تھی۔

"ادیوا! ایک بات پوچھوں؟"

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی۔

"جی صفان! پوچھیں۔"

"تمھارے نزدیک اسٹیٹس اور سٹینڈر کتنی حثییت رکھتا ہے؟ آئی مین! پیسے کی کیا ویلیو ہے تمھارے لیے؟"

www.novelsclubb.com

اسے اس کا سوال بہت عجیب لگا، مگر جواب تو دینا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”صفان! میرے نزدیک اسٹیٹس، سٹینڈر اور پیسہ کچھ بھی رشتوں سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ میرے لیے رشتے نبھانا اور انھیں نکھارنا دنیا کی ہر دولت سے زیادہ اہم ہے۔“

”لیکن پھر بھی میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن Laxuries کی آپ use to ہو اگر کبھی ان کے بغیر رہنا پڑے، تو کیا آپ رہ پاؤ گی؟“

اب وہ اس کے سوال کا مطلب اچھی طرح سمجھ چکی تھی۔

ادیوا اتنا تو جانتی تھی کہ ایک آؤٹ لٹ منیجر کا Status کیا ہو سکتا ہے وہ قطعاً اس لیول کا نہیں، جو Status عمر حیات کا تھا۔ ادیوا کو محسوس ہو چکا تھا کہ صفان کو کیا بات ڈسٹرب کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”صفان! میں نے کبھی خود کو مادی چیزوں کا Use to نہیں کیا۔ میری ماں نے ہمیں شروع سے ہی ایسا ٹرینڈ کیا ہے کہ ہم ہر طرح کے حالات میں ایڈجسٹ

کر سکتے ہیں۔ہم تینوں بہت Flexible ہیں۔حادی اور اشعر بھائی دونوں ہی اکثر گاؤں رہنے جاتے ہیں،تو کبھی پریشان نہیں ہوتے۔"

صفان علی قدرے مطمئن ہوا۔اب وہ ادیوا کو کچھ بھی کہتے ہوئے ایٹ لیسٹ ایسا کچھ نہیں سوچے گا،کیوں کہ وہ ادیوا کو سمجھ رہا تھا بہت اچھی طرح۔

"ادیوا!تم ہمیشہ Hot chocolate ہی آڈر کرتی ہو......لگتا ہے تمھاری کافی سے کچھ خاص نہیں بنتی۔"

"جی!آپ صحیح کہہ رہے ہیں مجھے کافی پسند نہیں۔"

ادیوا مسلسل اس کی آنکھوں کو اپنے چہرے پہ محسوس کرتی رہی۔ایک دو بار ہمت کر کے اس نے صفان علی کی گہری کالی آنکھوں میں دیکھنا چاہا،مگر اتنی شدید کشش تھی کہ اُسے لگا،صفان علی کے سارے جذبات آنکھوں میں اتر آئے ہیں۔وہ کچھ بات کر کے اس کی توجہ ہٹانے کی کوشش کرتی،مگر الفاظ تھے کہ زبان سے ادا ہو ہی

نہ پاتے تھے۔ وہ خود کو کسی طلسم میں گرفتار ہوتا ہوا محسوس کرنے لگی اور اچانک سے اسے اپنے ہاتھ پہ صفان علی کا ہاتھ محسوس ہوا اس کا وجود یخ برف ہو گیا، جیسے وہ منجمد ہو گئی ہو، کوئی جنبش کوئی حرکت کرنے سے بالکل عاری۔ نظر اٹھا کے دیکھتی، تو شاید موم کی طرح پگھل جاتی۔ انھی جذبات کی کشمکش میں اُسے صفان علی کی آواز سنائی دی۔

"ادیوا! مجھے نہیں پتہ، میں جو تمھارے لیے محسوس کرتا ہوں، وہ تمھارے لیے کوئی اہمیت رکھتا ہے یا نہیں، لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جو میں تمھارے لیے محسوس کرتا ہوں، وہ میں کسی اور کے لیے کبھی نہیں کر سکتا۔ میری اوقات، میرا Status تمھارے لائف سٹینڈرڈ سے یکسر کم درجے کا ہے، لیکن میں ایک Self made انسان ہوں، میں چیزوں کو اپنی محنت سے حاصل کرنے کا عادی ہوں۔ جیسا صفان علی تمھارے سامنے اس وقت ہے ایسا اور کسی کے سامنے نہیں ہوتا۔ میں بہت پریکٹیکل انسان ہوں، میرے نزدیک زندگی کی Realities کی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

زیادہ اہمیت ہے بجائے کہ خوابوں کی دنیا کے۔ یہ پیار محبت کے جذبات اپنے مخصوص ٹائم پر ہوں، تو زیادہ اچھے لگتے ہیں، میں کبھی ان چیزوں میں نہیں پڑا ادیوا! لیکن جس دن سے تم میرے سامنے سے گزری، تمھارا وہ مجھ سے ٹکرانا، بالکل ایسے ہی تھا جیسے تپتے صحرا میں بے موسم بارش کا برس جانا۔ میرے محبت کے بارے میں سارے اندازے غلط نکلے ادیوا......! یہ کبھی بھی پوچھ کر نہیں ہوتی، یہ کبھی بھی نہیں دیکھتی کہ مخصوص ٹائم کیا ہے۔ اسے کوئی غرض نہیں آپ Stable ہو میچور ہو یا نہیں ہو......جو مخصوص ٹائم میں نے محبت کے لیے سوچ رکھا تھا کہ پہلے اپنے آپ کو Stable کروں گا Business Setup کروں گا، یہ اس ٹائم سے بہت پہلے ہو گئی ادیوا......!"

www.novelsclubb.com

وہ مسلسل اس کا ہاتھ تھامے بولتا چلا گیا۔ صفان علی اس قدر Expressive تھا ادیوا کو کبھی گمان تک نہ ہوا۔ وہ اس کی سب باتوں کو اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سُن رہی تھی۔

شاید محبت میں بہت طاقت ہوتی ہے اظہار پہ آجائے تو بہت ہمت آجاتی ہے انسان میں اور وہ اُس کی آنکھوں سے سچا اظہار محسوس کر سکتی تھی۔اُس کا دل چیخ چیخ کر صفان علی کی محبت کی گواہی دے رہا تھا، وہ سب ایک خواب لگ رہا تھا۔ادیوا کو زندگی اتنی بڑی خوشی دے گی، اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔اس کا آئیڈیل اُس کے اظہار سے پہلے ہی اقرار کر چکا تھا۔اس سے بڑھ کر اور کیا تھا اُس کے لیے۔وہ چاہ کر بھی اُسے نہ کہہ پائی۔

"میں نے تم سے محبت تب سے کی ہے جب سے جذبات کو اپنے اندر پھوٹتے دیکھا، اُن جذبات کی تخلیق سے تحلیل تک کا سارا عمل صفان علی کے پیکر کے گرد گھومتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ چاہتی تو اس کے ہاتھوں کو اور بھی مضبوطی سے تھام لیتی اور اپنے دل کے سارے جذبات اُسی کے قدموں میں بچھا دیتی، مگر وہ صفان علی کو سننا چاہتی تھی۔وہ اس کے ایک ایک لفظ کی گرویدہ ہو چکی تھی۔محبت کا حصار کتنا دلفریب ہوتا ہے۔

انسان خود کو دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ تصور کرنے لگتا ہے اور ادیوا بھی محبت کے حصار میں آچکی تھی۔

صفان علی نے ادیوا کا ہاتھ تھام لیا تھا۔اب وہ یہ ہاتھ کبھی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا...... کبھی بھی نہیں۔

☆☆☆

ایک دم سے موبائل ہاتھ سے گرا اور وہ چونک گئی۔آنسو جانے کتنی دیر سے بہہ رہے تھے۔وہ پھر سے اُسی کرب سے گزر رہی تھی، جو قسمت نے محبت کی آخری نشانی کے طور پر اس کو سونپ دیا تھا۔کچھ دیر بالکونی میں بیٹھنے کو دل چاہا، تو وہ باہر آکر بیٹھ گئی اور پھر کچھ ہی دیر بعد فجر کی اذان ہونے لگی۔وہ بہت محو ہو کر اذان سنتی رہی، اس کے دل کو عجیب سا سکون محسوس ہوا، اٹھی اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگی۔ادیوا کو پتہ نہیں کس طرح یہ خیال آیا، مگر کچھ تھا کہ وہ ایک لمحے کو بھی کسی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سوچ میں ڈوبے بغیر اللہ کے سامنے جھک گئی۔ کبھی کبھی انسان اتنا خالی ہو جاتا ہے کہ کشکول لے کے رب کے حضور جھکنے سے ہی سکون کی دولت ہاتھ آتی ہے۔ وہ جی بھر کے رونا چاہتی تھی، مگر ہر بار آنسو پی جاتی، لیکن اب جیسے ہی اُس نے رب کے آگے ہاتھ اٹھائے آنسوؤں کی جیسے قطاریں لگ گئی۔ اُس کا دل چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر روئے اپنے اللہ کو اپنے اندر کا حال سنائے، مگر انسان کتنا بے خبر ہے ناں! اس کا رب تو پہلے سے ہی اس کے اندر آنے والے ہر سونامی سے واقف ہے۔ ادیوا نے ہاتھ اٹھائے اور اس مالک سے دعا مانگنی شروع کی، کیوں کہ آج اس کی حالت واقعی ضبط کی حدیں توڑ چکی تھی۔

"میرے مالک! تو جانتا ہے...... مجھے رول دیا ہے ایک شخص کی چاہ نے، ریزہ ریزہ کر دیا ہے یہ وجود، میں اُٹھ کے دو قدم چلوں بھی، تو لڑ کھڑا کے گر جاتی ہوں۔ میرے سارے حوصلے فنا ہو چکے ہیں، میرا ضبط ٹوٹ گیا ہے، میرا کرچی کرچی وجود کئی نشستوں میں بکھرا ہے۔ اب تو مجھے اپنی جائے فنا بھی یاد نہیں۔ میرے مالک!

www.novelsclubb.com

مجھے کوئی نشاں دکھادے، مجھے صبر دے دے، اپنے سہاروں پہ خود کفیل کر دے، تو جانتا ہے، تو واقف ہے میں تیرے ہاتھوں کی تخلیق ہوں تو میری ہر ہر رمز سے واقف ہے۔ تو میری تکلیف کی شدت سمجھ سکتا ہے! یااللہ! میرے حال پہ رحم فرما! تو بہت وراء الوراء ہے تو چاہے تو مجھے سنوار دے اور چاہے تو خاک میں ملا دے۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔ لفظ بھی مکمل ادا نہ ہو پاتے، دل تھا کہ سینے سے باہر نکلنے کو تھا۔ ادیوا نے خود کو سنبھالنا چاہا، مگر وہ زار و قطار روتی چلی گئی۔

"بس التجا ہے میرے سوہنے رب! مجھے اپنی محبت عطا کر، میری روح کو اپنا حصار دے دے۔"

www.novelsclubb.com

حصار کے لفظ پہ ادیوا کی روح ہی کانپ اٹھی۔ انسان کی محبت کا حصار روح پر مسلط ہو جائے، تو اللہ کے سامنے جھکتے ہوئے روحیں کانپ ہی جاتی ہیں۔ روح پر غیر اللہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کا قبضہ ہو، تو قبضہ دینے والا بھی بھگتا ہے اور قبضہ لینے والا بھی۔۔ لیکن دل سے ادا کی گئی نماز کبھی سکون سے خالی نہیں ہوتی اور سچے مانگنے والوں کو اللہ کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔

اب اسے بہت سکون محسوس ہو رہا تھا۔ اللہ کے سامنے رونا اور دل ہلکا کرنا بالکل ایسے ہی ہوتا ہے، جیسے عدالت میں کھڑے ہو کر جج کو اپنی صفائی میں کچھ کہنا، پھر فیصلہ چاہے آپ کے حق میں ہو یا نہ ہو...... آپ کے ضمیر پہ کوئی بوجھ نہیں رہتا۔

بہت عرصہ بعد وہ اتنے سکون سے سوئی تھی، دن کے 12 بج چکے جب وہ کمرے سے باہر گئی، تو سب لاؤنج میں بیٹھے اشعر سے باتوں میں مصروف تھے۔

"ارے بھائی! آپ آ گئے؟" وہ فوراً اشعر کی طرف بڑھی۔

"جی السلام علیکم! میری چڑیا! میں گیا تھا آپ کے روم میں۔" اشعر نے پیار سے بہن کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "پر آپ اتنی گہری نیند میں تھیں کہ میں نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔"

"بھائی! آپ کی میٹنگز کیسی رہیں؟"

"بس یہی بتا رہا تھا ابھی پاپا کو، سب الحمد اللہ بہت اچھا رہا۔ آؤ بیٹھو۔"

مسز عمر نے فوراً ادیوا کے لیے ناشتہ لگوایا اور پھر سب شجاع ماموں کی آمد کے لیے پلاننگز کرنے لگے۔

آج شام میں مال روڈ پر واقع Blue Logon میں انھیں عمر حیات کے دوست زمان نے ڈنر پہ انوائیٹ کیا تھا۔ ادیوا بھی ان کے ہمراہ تھی۔ اب وہ کوشش کرتی رہی کہ جتنا خوش دکھائی دے سکے، دے۔ خیر ڈنر سے فری ہو کر سب نے مال روڈ پر کچھ دیر واک کی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اشعر اور حادی دونوں ہی ادیوا کے ایک بائیں اور ایک دائیں چلتے رہے اور یہ وہ بچپن سے کرنے کے عادی تھے۔ادیوا خود کو کسی سلطنت کی شہزادی سمجھتی تھی۔

بھائیوں کا اتنا پیار ملے، تو بہنیں ویسے ہی خود کو دنیا سے الگ سمجھنے لگتی ہیں۔پورے راستے وہ کبھی کسی نہ کسی طریقے سے ادیوا کو ہنسانے کی کوشش کرتے رہے۔ادیوا نے بھی بھائیوں کو مایوس نہیں ہونے دیا۔کئی موقع کئی منظر ایسے تھے کہ اسے اپنے ماضی کی تمازتیں یاد آئی اور وہ اندر ہی اندر گھٹتی رہی، مگر بھائیوں کا پیار ہی اتنا تھا کہ ان کی ان تھک کوششوں کو وہ کسی بری یاد کی نظر تو بالکل نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ایک حقیقت یہ بھی تھی کہ اگر دن میں وہ ایک قدم آگے بڑھاتی اپنے ماضی سے نکلتی، تو رات میں دس قدم واپس لوٹ آتی۔کسی طلسم کا اثر اتنی جلدی تو پیچھا نہیں چھوڑتا اور وہ بھی محبت کا......اور محبت بھی ایسی، جو کسی سونامی طوفان کی طرح سب کچھ بہا کر لے گئی ہو۔

www.novelsclubb.com

ریسٹ ہاؤس واپس آ کر سب کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھے اور پھر اپنے کمروں میں آرام کے لیے چلے گئے۔ادیوا کمرے کی دیوار سے لگ کر بالکونی کے دروازے سے باہر دیکھ رہی تھی۔وہی مدھم سی روشنی، جو لان میں اکثر جلتی تھی۔وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی۔

☆☆☆

وہ شام جب صفان علی اسے یونیورسٹی کے باہر منتظر ملا،اس کے بعد کافی دیر وہ اس کے ساتھ رہی۔وہ بہت دیر تک واک کرتے رہے فٹ پاتھ کی سٹریٹ لائٹس بھی اسی طرح مدھم تھی۔

”ادیوا! میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں......“

صفان علی نے ادیوا کو اسی محبت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

"تم میرے لیے کسی معصوم بچے کی چاند کی خواہش کی طرح ہو، جس کے بہلنے کے لیے دلاسہ کافی نہیں ہوتا۔جب تک کہ جھوٹی آس نہ دلائی جائے۔ادیوا! میں جانتا ہوں کہ میری اتنی اوقات نہیں، جو میں مانگنے جارہا ہوں، لیکن پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی امی کو تمھارے گھر بھیجوں۔"

ادیوا کا دل چاہا کہ وہیں اس کے قدموں میں بیٹھ جائے اور اس محبت پہ سے دل و جان وار دے۔۔وہ پوری کائنات سمیٹ کے صفان علی کے قدموں میں رکھ دے اور کہہ دے۔

"ادیوا عمر تمھارے علاوہ کسی اور کی ہو ہی نہیں سکتی، میری کائنات تم! میری ذات تم میری ہستی کچھ بھی نہیں صفان علی کے بغیر۔"

جانے کیا کچھ سوچتی چلی گئی، مگر کچھ نہ کہہ پائی۔

www.novelsclubb.com

کبھی کبھی Expressive نہ ہونا بھی کتنی تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ آپ اپنی جان سے پیارے انسان کے آگے بھی اپنے دل کا حال کھول کر نہیں رکھ سکتے۔

اس نے ادیوا کو پھر سے مخاطب کیا، جو کہ کافی دیر سے اپنے سوال کے جواب کا منتظر تھا۔

”میں نے کچھ پوچھا تھا؟“

ادیوا نے شرما کے نظریں جھکا دی اور کہا۔

”فون پر بتادے گی۔“

اب وہ گھر آئی، تو ماما جانی کچن میں کام کر رہی تھیں۔ ادیوا نے جاتے ہی ماں کو ڈھیر سارا پیار کیا اور اسے دیکھ کے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ اگر لوگ خوشی سے پاگل ہوتے، تو وہ کیسے لگتے۔

www.novelsclubb.com

”ماما جانی! مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔“

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بولو بیٹا! میری جان کیا ہوا؟ آج کیا بات ہے میری بیٹی ماشاءاللہ بہت خوش ہے۔"

"ماما جانی! وہ مجھے کسی کو ملوانا ہے آپ سے، آپ پلیز! ان سے مل لیں۔"

ادیوا کے چہرے پہ صاف صاف تحریر تھا کہ وہ کسی خاص انسان سے ملوانا چاہتی ہے۔

اور پھر ماں تو صورت سے ہی پہچان جاتی ہے اپنے بچوں کو کہ ان کے چہرے پہ خوشی کا کون سا رنگ ہے۔

مسز عمر انتہائی خوش تھیں۔ وہ تو بس اپنی بچی کی خوشیوں کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھیں۔ ادیوا کے چہرے کی خوشی ہی اتنی بڑی گارنٹی تھی کہ انھیں ادیوا سے باقی رسمی باتیں پوچھنا مناسب نہ لگا۔ انھیں ادیوا کی پسند پر بہت یقین تھا اگر اس نے کسی کو پسند کیا ہے، تو وہ کوئی عام انسان ہو ہی نہیں سکتا۔

www.novelsclubb.com

صفان کی چھٹی چوں کہ اتوار کو ہوتی تھی،اس لیے انھیں اتوار کو کھانے پہ انوائیٹ کیا گیا،حادی،اشعر اور عمر حیات سب دل و جان سے ادیوا کی خوشیوں کو ویلکم کرنے کے لیے بے تاب کھڑے تھے۔

کچھ ہی دیر میں ٹیکسی رکی اور ڈور بیل ہوئی۔

"پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

تحریر مصباح مشتاق

قسط4

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صفان کی چھٹی چوں کہ اتوار کو ہوتی تھی، اس لیے انھیں اتوار کو کھانے پہ انوائیٹ کیا گیا، حادی، اشعر اور عمر حیات سب دل و جان سے ادیوا کی خوشیوں کو ویلکم کرنے کے لیے بے تاب کھڑے تھے۔

کچھ ہی دیر میں ٹیکسی رکی اور ڈور بیل ہوئی۔

....

صفان علی اپنی والدہ کے ہمراہ بہت تہذیب سے اندر لایا گیا۔ادیوا عمر کا گھر کسی Embasidor کے بنگلے سے کم نہیں تھا۔صفان کی والدہ بار بار گھر کو دیکھتی اور پھر صفان کے چہرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھتی، جیسے انھیں یقین ہی نہ ہو کہ اس گھر کے لوگوں میں اتنا ظرف ہو گا کہ ان کی بات کو سن قبولیت کا درجہ دیا جائے گا۔

صفان علی ایک مڈل کلاس فیملی سے تھا، مگر عام انسان نہیں تھا۔اس دن بلیو جینز اور بلیک شرٹ میں وہ بہت ڈیسنٹ لگ رہا تھا ہمیشہ کی طرح۔

سب لوگوں نے ان کا بہت وارم ویلکم کیا۔۔صفان کی والدہ چوں کہ کم گو معلوم ہوئیں، اس لیے عمر حیات اور مسز عمر خود ہی وقتاً فوقتاً انھیں کسی نہ کسی بات میں شامل کر لیتے، تو وہ بھی ہاں، نہیں میں جواب دیتی رہیں۔

اتنے میں ادیوا لاؤنج میں داخل ہوئی، وہ فریش ریڈ کلر شفون کا ڈیزائنر ز ویئر سوٹ یوں لگتا تھا کہ جیسے بنا ہی اس کے لیے تھا، گولڈن دوپٹہ جو اس نے انتہائی خوبصورت طریقے سے سر پر لے رکھا تھا۔ہلکے گولڈن شیڈز کا میک اپ اور ریڈ لپ اسٹک اس کے چہرے کا نور دوبالا کر رہا تھا۔وہ سب بناؤ سنگھار جو اس نے صفان علی کے لیے کیا تھا، صفان کی نظر اس پہ پڑتے ہی وہ اٹھ کے کھڑا ہو گیا جیسے اس کی تعظیم اس پر فرض ہو چکی تھی۔لاؤنج میں موجود ہر شخص کو صفان کی اس حرکت

نے بہت متاثر کیا۔اب وہ سلام کر کے صفان کی والدہ کے سامنے آکر بیٹھ چکی تھی، جوادیوا کے سحر میں گرفتار بیٹھی تھی۔

دل ہی دل میں وہ صفان علی کی قسمت پر ناز کر رہی تھیں۔

عمر حیات نے کچھ رسمی باتیں پوچھنے کے بعد صفان سے اس کے فیوچر پلان کا پوچھا، بالکل ویسی ہی تشویش انھیں بھی تھی، جو ماں باپ کو بچیوں کے رشتے کرتے ہوئے ہوتی ہے۔

"انکل! میں بہت بڑے بڑے خواب نہیں دیکھتا......بس اتنا ہی سوچتا ہوں، جو حقیقت ہو سکتا ہے اور ویسے بھی خواب بڑے بڑے دیکھو، تو چھوٹی چھوٹی خوشیاں آپ محسوس نہیں کر سکتے اور میں ہر لمحے کو جینے والا انسان ہوں۔اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ محنت کرنے پر یقین رکھتا ہوں، شارٹ کٹس مجھے اچھے نہیں لگتے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صفان علی اپنے بارے میں قدرے تفصیل سے بتاتا چلا گیا۔۔

''میں ایک خوددار انسان ہوں انکل! بھیک میں محبت بھی مل جائے تو نہیں لیتا۔ میرے اپنے کچھ رولز ہیں جنھیں میں کسی کے لیے نہیں توڑتا۔''

اس کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اس کی شخصیت کے پر وقار ہونے کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ ایک بار پھر ادیوا عمر کو اس نے انتہائی حد تک متاثر کر دیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اس پر ناز کرنے لگی۔

عمر حیات کے گھر کا ہر فرد اس کی سوچ کا گرویدہ ہو چکا تھا اور محنت کرنے والا انسان زندگی کے ہر موڑ پر ایک کامیاب انسان ہی ہوتا ہے۔ اس کے وقتی اسٹیٹس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں تھا اور ہوتا بھی کیسے، ادیوا کی پسند غلط نہیں تھی۔

اگلے ہفتے انھیں صفان علی کے گھر جانا تھا۔ عمر حیات بیوی اور اشعر کو لے کر ان کے گھر روانہ ہوئے۔ پنڈی کے ایک تنگ بازار سے گزر کر کچھ گلیاں کراس کر کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک تین منزلہ گھر کے باہر صفان علی ان کا منتظر تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی صفان علی انھیں سیڑھیوں کی طرف لے گیا، کیوں کہ پہلا اور دوسرا پورشن کرائے پر تھا، مالک مکان نے تینوں سٹوریز تین فیملیز کو دے رکھی تھیں اور صفان کی فیملی سب سے اوپر والی منزل پر تھی۔ وہ لوگ اوپر پہنچے، تو سیڑھیوں کے ساتھ ایک روم تھا، جو کہ غالباً ڈرائنگ روم تھا۔

آگے دو کمرے تھے اور کچن اور باتھ روم۔ اگر دل بڑے ہوں، تو گھر چھوٹے بھی محلوں سے کم نہیں ہوتے اور جس طرح ان سب کا اخلاق تھا، وہ ہر منفی سوچ کی تردید اپنے آپ کر رہا تھا۔ صفان کے تین بہن بھائی اس سے چھوٹے تھے، مگر اس گھر کا ہر فرد ہی کام کرتا تھا۔ گھر کے خرچے پورے کرنے کے لیے سب بچوں کی تعلیم ادھوری رہ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

خود صفان صرف میٹرک پاس تھا، کیوں کہ چھوٹی عمر میں اس پر بہت بڑی بڑی ذمہ داریاں آچکی تھیں، لیکن اس کی شخصیت، اس کا رکھ رکھاؤ، کسی بزنس مین سے کم

نہیں تھا۔ شاید اسلام آباد کی مشہور برانڈ آؤٹ لٹ کا مینیجر ہونے کی وجہ سے اسے ڈریسنگ کی بہت اچھی سمجھ تھی۔ صفان کے والد پہلے جیولر تھے بہت اچھا سیٹ اپ تھا، مگر ان کو بزنس میں ایسا لاس ہوا کہ سب کچھ بک گیا، سب ختم ہو گیا اور پھر انھوں نے زیرو سے سٹارٹ لیا اور اب سب محنت کر رہے تھے تقریباً گھر کے سبھی مرد۔

ان کی ایک بیٹی تھی، جس کا نکاح ہو چکا تھا، بس رخصتی میں کچھ عرصہ تھا۔

صفان علی کے گھر سے واپسی پر اشعر نے والد سے قدرے فکر مند انداز میں سوال کیا۔

"پاپا! کیا آپ کو لگتا ہے، ہمارا فیصلہ ادیوا کی زندگی کے لیے بہتر ہو گا؟"

عمر حیات نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بیٹا! یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، مگر جو چمک میں نے صفان علی کی آنکھوں میں دیکھی ہے، وہ کسی عام انسان کی آنکھوں میں نہیں ہوتی......وہ Ambitious لڑکا ہے اور ایسے لوگ زیادہ دیر تک ایک سے حالات میں نہیں رہتے۔ قسمت کھل جاتی ہے ان کی اور پھر ہم جو ہیں اپنی بیٹی کے ساتھ۔ اسے کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دیں گے۔"

اشعر قدرے مطمئن ہوا اور مسز عمر کے دل کو بھی گہری تسلی ہوئی۔

دو ہفتوں بعد وہ لوگ منگنی کی تاریخ لینے آئے اور سب کچھ ایک خواب کی طرح لگنے لگا۔

صفان علی اور ادیوا کی محبت تکمیل کی طرف رواں تھی اور پھر منگنی سے ایک دن پہلے صفان نے ادیوا کو اسی کیفے چین میں بلایا۔

ادیوا کچھ پریشان ہوئی کہ ایسی کیا بات ہے، جو صفان علی نے اسے اس طرح اچانک بلایا۔ خیر وہ چلی گئی۔اب وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"ادیوا! مجھے پتہ ہے تم ضرور سوچ رہی ہو گی کہ آخر کیا بات ہے ایسی جو میں نے تمھیں یوں بلایا۔"

ادیوا وہی معصوم سے انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی۔

صفان نے بہت محبت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"ادیوا! تمھیں یاد ہے نا تم نے کہا تھا کہ تمھیں رشتے نبھانا اور نکھارنا دنیا کی مادی چیزوں کے مقابلے میں زیادہ اہم لگتا ہے۔تم ایڈجسٹ کر سکتی ہو، کیوں کہ تمھاری شخصیت میں Flexibility ہے۔آج جو میں تم سے مانگنے جا رہا ہوں، تمھیں

مجھے دینا ہو گا اور مجھے امید ہے تم میرے مان کو، میری عزت نفس کو مجروح نہیں کرو گی۔"

ادیوا کا دل ایک دم سے مٹھی میں آگیا، وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگی۔

"صفان علی! مجھ سے جدائی کے علاوہ کچھ بھی مانگ لو...... میں اپنی جان بھی وار سکتی ہوں تمھاری خوشی کے لیے۔"

"ادیوا! میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ تم میری خودداری کو، میری عزت نفس کو ایسے ہی عزیز سمجھو، جیسے تمھارے لیے میرا وجود ہے۔ میں تمھیں زیادہ نہیں الجھاؤں گا...... میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کھلے لفظوں میں کہ میری ساری دولت، سارا اثاثہ تمھاری ذات ہے، میرے گھر میں اگر کسی چیز کی کمی ہے، تو وہ صرف تم ہو، اور تمھارے لیے وہاں محبت ہی محبت ہے جسے تم پہلے ہی ہر دنیاوی چیز پر فوقیت دے چکی ہو۔

ادیوا! میں نہیں چاہتا کہ تم دنیا کی سب وہ چیزیں اپنے ساتھ لاؤ جس کا بوجھ میں اپنی روح پر محسوس کرتا رہوں، مجھے صرف تمھارا وجود کافی ہے۔

تم اپنے گھر سے کوئی جہیز نہیں لاؤ گی، یہ تم مجھ سے وعدہ کرو۔ مانتا ہوں کہ ہر ماں باپ اپنی بچیوں کو یہ سب ان کے سکون کے لیے دیتے ہیں، مگر میں یہ سب ان سے تب قبول کروں گا، جب اتنا Stable ہو جاؤں گا کہ ان چیزوں کا بوجھ اٹھا سکوں۔ ادیوا! تم سمجھ رہی ہو نا میں کیا کہہ رہا ہوں۔"

ادیوا اس کی آنکھوں سے ہوتی ہوئی کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکی تھی۔ اسے صفان علی قطعاً اس دنیا کا نہیں لگ رہا تھا، کتنا بلند کردار تھا صفان......بہادر، Strong......سچ کہتے ہیں، لوگ نام کا بہت اثر ہوتا ہے اور وہ تو بہادری کے سارے ریکارڈ توڑ چکا تھا۔ ادیوا کے دل میں اس کا مقام اور بھی بڑھ گیا تھا۔ اسے بے انتہا فخر تھا اپنے انتخاب پہ۔ وہ انسان جو اس کے تخیل میں اتنا حسین تھا، حقیقت بن کے سامنے آیا،

تو محبتیں لٹانے میں انتہا ہی کرتا چلا گیا۔ادیوا اس لمحے کو دعائیں دیتی، جس لمحے نے پہلی بار اس کا چہرہ تراشا تھا، وہ خیال اسے ہر سوچ سے بڑھ کر عزیز تھا۔

☆☆☆

اچانک اسے اپنے پاؤں شل ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔وہ ایک دم سے اذان کی آواز پہ چونکی، بالکونی کے سامنے دیوار سے لگ کے کھڑے اسے صبح ہو چکی تھی۔ سارا وجود درد سے ٹوٹ رہا تھا اور پاؤں تو جیسے برف کی طرح منجمد ہو چکے تھے، وہ کتنی دیر سے ماضی میں ڈوبی رہی اور اسے رات گزرنے کا احساس تک نہ ہوا۔

وہ درد کو بہت اچھی طرح سمجھ چکی تھی، کیوں کہ وہ اس کی ایک ایک رگ کے اندر کبھی نہ ختم ہونے والی چبھن بھر چکا تھا اور اصل میں درد تو وہی ہوتا ہے، جو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹتا ہے، کھا جاتا ہے۔ہمارے وجود کو، جنگل میں پڑی کسی لاوارث لاش کی طرح۔

"پتا نہیں کیوں لوگ ہمیں پھر بھی زندہ لوگوں میں شمار کرتے ہیں، حالاں کہ ہمارا وجود تو کب کا مٹ چکا، مٹی ہو چکا، وہ درد جو رگوں میں چبھن کی طرح محسوس ہوتا تھا اس درد نے کب کا روح کو جسم سے جدا کر دیا۔ اب تو بس اس فانی جسم کی تدفین ہونا باقی ہے، ورنہ ہم چلتی پھرتی لاشیں ہیں، احساس سے خالی۔ اب درد محسوس نہیں ہوتا، ہمارے آگے کتنا ہی بین کرو، واسطے ڈالو، ہم بے اثر ہو چکے ہیں، پتھر کے مجسموں کی طرح۔"

وہ سوچتی چلی گئی، یہاں تک کہ اسے پھر سے کسی خیال نے جھنجھوڑ دیا اور وہ نماز کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کبھی کبھی انسان مایوس نہیں ہوتا بس تھک جاتا ہے اور ادیوا اب تھک گئی تھی۔

اگلے دن جب وہ اٹھی، تو اسے اپنا پورا وجود آگ کی طرح دھکتا ہوا محسوس ہوا، اس نے اٹھنے کی کوشش کی، تو اس سے اٹھا نہ گیا۔ پورے جسم میں اتنا شدید درد تھا کہ وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اپنا آپ ٹوٹتا ہوا محسوس کر رہی تھی، لیکن ہمت کر کے وہ کھڑی ہوئی اور دیوار کا سہارا لے کر واش روم تک گئی، تو ایک دم سے اس کی ناک سے شدید خون بہنے لگا۔ وہ واش بیسن میں گرتے خون کے قطرے دیکھ رہی تھی کہ مسز عمر اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"ادیوا! کدھر ہو بیٹا؟"

وہ جیسے ہی واش روم تک آئیں، ادیوا واش بیسن میں سر جھکائے کھڑی تھی، وہ فوراً آگے بڑھیں اور واش بیسن میں اتنا خون دیکھ کر ان کا دل ہولنے لگا۔

"ادیوا! یہ کیا کر رہی ہو بیٹا! کیوں ہماری جان لو گی؟"

www.novelsclubb.com

وہ ساتھ ساتھ روتی رہیں، ساتھ ٹاول گیلا کر کے اس کے ناک پر رکھا، اس کو پکڑ کر بیڈ تک لانے لگی، تو ادیوا کا وجود دہکتا ہوا محسوس ہوا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوہ خدایا......! اتنا تیز بخار ہے تمھیں۔ ادیوا! یہ کیا دشمنی ہے اپنے ساتھ تمھاری۔ Nose Bleeding کی وجہ تم جانتی ہو، جس مقدار سے تم بلیک کافی پی رہی ہو، یہ تمھارا اندر جلا دے گی بیٹی!" وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولیں۔

ادیوا دل میں کہنے لگی۔

"ماما میری کوئی دشمنی نہیں ہے اپنے آپ سے، لیکن یہ دُکھ کوئی چھوٹا دُکھ نہیں ہوتا کہ آپ اس انسان سے نفرت نہ کر سکیں، جو آپ کی زندگی تباہ کر گیا ہو۔ بس یہی گلا ہے مجھے اپنے آپ سے کہ اس نے تو دغا دیا ہی، میرے اپنے حافظے نے بھی میرے ساتھ غداری کی۔ وہی یادیں میرے لہو میں اُتارتا رہا، جو میری روح کے سرطان کا باعث بنتی گئیں۔"

www.novelsclubb.com

نوز بلیڈنگ تو رک چکی تھی، مگر ادیوا کو 103 بخار تھا۔ مسز عمر نے فوراً عمر حیات کو ادیوا کی حالت سے آگاہ کیا۔ اشعر، حادی، عمر حیات سب ادیوا کے کمرے کی طرف

بھاگے اور اب سب اس کے آس پاس بیٹھے تھے۔ عمر حیات نے بیگم سے واپسی کا پوچھا، تو وہ سب اس کی تائید میں تھے کہ ادیوا کی حالت کی وجہ سے بہتر ہے کہ واپس چلنا ہی ٹھیک رہے گا۔ ادیوا Anti stress گولیاں کھا کے مری سے واپسی کے سفر کے دوران سوئی رہی۔ گھر پہنچتے ہی ڈاکٹر شہزاد کو ادیوا کے چیک اپ کے لیے گھر بلایا گیا۔ ڈاکٹر کچھ ہی دیر تک گھر پہنچ چکا تھا اور بخار اور Mental strees کی میڈیسن Prescribe کر کے مسز عمر اور عمر حیات کو ادیوا کے آرام کا خیال رکھنے کی تلقین کر کے چلا گیا۔ پورا گھر ادیوا کے لیے جان ہتھیلی پر لیے کھڑا تھا۔ کتنے بے بس تھے سب، کاش کوئی ایسی دوا بھی ہوتی جسے پیتے ہی روح پہ لگے گھاؤ بھر سکتے۔ کبھی کبھی ہمارے اندر چلنے والی جنگ کے اثرات بھی کسی سونامی یا ہیروشیما سے کم نہیں ہوتے۔ سال ہا سال گزر جاتے ہیں تباہی کے آثار مٹاتے مٹاتے، مگر پھر بھی وہ اثرات ہماری امیدوں، آرزوؤں کو اپاہج کر ہی جاتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اب ادیوا عمر قدرے بہتر محسوس کر رہی تھی۔ اٹھ کر لاؤنج میں گئی، جہاں سب پہلے سے ہی اسی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔

”ارے ادیوا کیسی ہو؟“ اب اشعر نے اسے آتا دیکھ کر فوراً اس کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

”جی بھائی! اب تو بہت بہتر فیل کر رہی ہوں۔ ابھی آنکھ کھلی تھی، تو سوچا کہ دیکھوں آپ سب کیا کر رہے ہیں۔“

مسز عمر فوراً سیب کاٹ کر ادیوا کے آگے رکھتے ہوئے بولیں۔

”اب شرافت سے یہ سارا ختم کرو۔ میں تمھارے لیے سوپ بنواتی ہوں۔ آج سے تمھاری کافی بند ہے ادیوا!“

www.novelsclubb.com

وہ ہتھیار ڈالتے ہوئے بے بس سی انھیں دیکھتی رہی۔ حادی نے فوراً ادیوا کو کچھ نیو ایکشن موویز کے ریلز ہونے کا بتایا اور کوشش کرنے لگا کہ اس کو کنوینس کرے، تو

سب لوگ سینما چلیں، وہاں یہ سب اکثر جاتے تھے، مگر پچھلے کچھ سالوں سے گھر کا سارا سسٹم ہی بدل گیا تھا۔

ادیوا نے شجاع ماموں کی فیملی کے آنے پر سینما جانے کا پروگرام کینسل کیا، تو حادی کو کچھ تسلی ہوئی۔ اب وہ سب مل کر ٹی وی سیریل دیکھنے لگے، جو وہ اکثر دیکھا کرتے تھے، آج اس کی شاید آخری قسط تھی۔ ڈرامے کے اختتام پر ہیرو اور ہیروئن کی شادی کا سین تھا اور وہ دیکھتے ہوئے ادیوا بہت uncomfortable محسوس کر رہی تھی خود کو۔ مسز عمر کا دھیان اسی کی طرف تھا اور وہ اس کی کیفیت کو محسوس کر رہی تھیں۔ ادیوا نے سر درد کا بہانہ کیا اور سونے کے لیے کمرے میں آ گئی۔ اس کے لیے یہ سب کچھ دیکھنا اور نارمل رہنا بہت ہی مشکل کام تھا۔ شاید دنیا کا سب سے زیادہ مشکل کام۔

www.novelsclubb.com

تھوڑی دیر کے بعد مسز عمر سوپ لے کر اس کے کمرے میں داخل ہو گئیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ادیوا بیٹا! یہ پی لو تاکہ پھر میں آپ کو میڈیسن دے سکوں۔“

وہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی تھیں، جو ادیوا کو ذہنی ٹارچر دے۔

ادیوا نے خاموشی سے سوپ پیا۔ میڈیسن کھائی اور لیٹ گئی۔ مسز عمر نے اس کے کمرے کی لائیٹ آف کی دروازہ دھیرے سے بند کیا اور وہ واپس کچن میں چلی گئیں۔

اب ادیوا مسلسل اس ٹی وی سیریل کے بارے میں سوچتی رہی، یہاں تک کہ اس کو صفان علی کے ساتھ اپنی شادی کا دن یاد آ گیا۔

"پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

www.novelsclubb.com

تحریر مصباح مشتاق

WWW.NOVELSCLUBB.COM

قسط 5

اکتوبر ۲۴ بروز اتوار اس کی زندگی کا سب سے خوبصورت دن تھا، وہ بالکل ویسا ہی محسوس کر رہی تھی جیسے کوئی عام سی لڑکی کسی شہزادے کے محل کی شہزادی بننے جا رہی ہو، اگر خوشی کو ناپنے کا کوئی پیمانہ ہوتا، تو ادیوا عمر کی خوشی اتنی ہوتی کہ کسی پیمانے سے نہ ماپی جاتی۔ صفان علی کی تمام تر خواہشات کا احترام کرتے ہوئے وہ انتہائی سادگی سے بیاہ کر اس کے گھر آچکی تھی۔

اس کے گھر کی سیڑھیاں چڑھتے جب صفان علی اس کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا، تو یوں لگا کہ جیسے بلندیوں کے سارے سفر میں صفان علی کا ساتھ محبت کرنے والوں کی تاریخ میں ایک اتحاس ہو گا۔ وہ محبت جو ایک تصور سے

شروع ہوئی اور ایک حقیقت پہ آٹھہری اور حقیقت بھی وہ جو جاگتے میں نظر آنے والے خواب کی مانند لگی۔

عمر حیات کے بے حد اصرار پہ صفان علی نے ادیوا کے میکے سے صرف ایک بیڈ اور ڈریسنگ کا تحفہ قبول کیا تھا، وہ بھی بہت زیادہ اصرار پر۔ ورنہ Self made man اپنے اصول توڑنے کی اجازت کہاں دیتے ہیں کسی کو۔

سیڑھیوں کے ساتھ والا کمرہ جو پہلے ڈرائینگ روم تھا، اب وہ کمرا صفان اور ادیوا کو دیا جا چکا تھا۔ ادیوا پہلی بار صفان کے گھر آئی تھی۔ اسے تو بس صفان کا ساتھ مل گیا تھا، گھر کسی جنت سے کم کیسے لگتا۔ شادی پر بہت کم لوگ بلائے گئے، مگر جو بھی آئے صفان کی والدہ کو ایک بار ضرور کہہ کے جاتے۔

www.novelsclubb.com

”آپ بہت خوش قسمت ہیں۔ صفان کی بیوی کسی پری سے کم نہیں۔“

آج صفان اور ادیوا خود کو کسی اور ہی دنیا میں فیل کر رہے تھے۔ اگرچہ ادیوا، صفان کی طرح expressive نہیں تھی، مگر اپنے دل میں اس کے لیے ایک جنون رکھتی تھی اور جنون بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔

صفان نے منہ دکھائی میں ادیوا کو ایک نازک سا گولڈ کا سیٹ دیا، اگرچہ سونے چاندی کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی ان کے درمیان، لیکن وہ سیٹ ادیوا کے لیے دنیا کا سب سے قیمتی اور خوبصورت تحفہ تھا۔

کتنا پیارا احساس تھا اپنے نام کے ساتھ اس کا نام۔ ادیوا صفان وہ دل میں کئی بار اپنا نام اس کے نام سے جوڑ کے دھراتی رہی۔

صفان اب اس کے اتنے قریب تھا کہ وہ اس کی سانسوں کی حدت اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی اور وہ اس کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے اسے اتنی محبت

سے دیکھتا رہا اور اپنی محبت کا اظہار کرتا رہا، جو جذبات اس کی آنکھوں میں تھے وہ محبت کی انتہا پہ تھے۔

"ادیوا صفان دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی۔"

وہ دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر کرتی رہی۔

اگلے دن ولیمہ تھا، لہٰذا وہ اس کی مناسبت سے قریبی کسی پارلر سے تیار ہو گئی۔ اس کا برائٹ اورنج ویڈنگ ڈریس بہت جچ رہا تھا اور صفان بلیک تھری پیس میں کسی شہزادے سے کم نہ تھا۔

اسی طرح اگلے دو ہفتے وہ سب بہت مصروف رہے۔ صفان کی بہن زویا کی رخصتی بھی صفان کی شادی کے ڈیڑھ ہفتے بعد رکھ دی گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

صفان ادیوا کو کہیں گھمانے نہ لے جا سکا سوائے مری کے۔ وہ بھی وہ لوگ صبح گئے اور شام کو واپس آ گئے، کیوں کہ اگلے دن صفان کی جاب تھی۔

ادیوا کو کھانے بنانے نہیں آتے تھے، لہٰذا وہ اپنی ساس سے کچھ نہ کچھ سیکھتی رہتی اور رات کو جب سب واپس آتے، تو ادیوا کی تعریفوں کے پل بندھنے لگتے۔

وہ بہت خوش تھی، جس کسی سے ملتی یہی کہتی۔

"میں دنیا کی سب سے خوش قسمت لڑکی ہوں۔"

اور اس گھر کا ہر فرد جو صفان کے لیے تھا، اتنا ہی معتبر اور پیارا ادیوا کے لیے تھا۔ اس نے اتنی خوبصورتی سے پورا گھر سنبھال لیا تھا۔ ورنہ ادیوا نے اپنے گھر میں کبھی اٹھ کر پانی تک نہ پیا تھا۔ صفان علی نے ادیوا کو محبت دینے میں کوئی کمی نہ چھوڑی تھی رات کو جب وہ تھکا ہارا آتا، تو دونوں بہت دیر تک چھت پر واک کرتے۔ اپنی جیب میں تھوڑے پیسے ہونے کے باوجود بھی وہ ہر روز آتے ہوئے ادیوا کے لیے کچھ نہ کچھ لے آتا، اسے Chocolate pasteries پسند تھیں اور صفان اکثر وہ لاتا۔ کبھی پھول کبھی چاکلیٹ ادیوا یوں خوش ہوتی، جیسے وہ پوری دنیا اس کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

قدموں میں لاڈالتا ہو۔ چیزیں چھوٹی بڑی نہیں ہوتی ان سے وابستہ خوشیاں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں اور صفان علی کی ایک مسکراہٹ بھی ادیوا صفان کی زندگی کی بڑی خوشیوں میں سے ایک تھی۔

وہ اکثر ادیوا کو پیار سے ادو بھی کہا کرتا تھا۔ جب اسے بالکل ویسا پیار آتا ادیوا کی معصومیت پر جیسے بچوں پہ آتا ہو۔

وہ immature تھی، معصوم تھی مگر صفان علی کے گھر کا ہر فرد اس کی معصومیت کا گرویدہ تھا۔ تیز طرار لڑکیوں والی برائیاں ادیوا میں نہیں تھیں۔ وہ کھرّی تھی۔ اپنی محبتوں میں اور یہی بات صفان علی کو اکثر سوچوں میں الجھا دیتی۔

وہ اکثر سوچتا اور پریشان ہو جاتا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ادیوا! تم سب کا اتنا خیال رکھتی ہو......امی نے بتایا کہ آج بھی زین اور منان کے سارے کپڑے تم نے استری کر کے رکھے۔ گھر کی صفائی سے لے کر ہر کام تمھیں کرنا پڑتا ہے۔ پتا نہیں......میں نے تمھارے ساتھ ٹھیک کیا ہے یا غلط۔"

ادیوا نے فوراً صفان کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا اور بولی۔

"صفان! میں سچ بول رہی ہوں۔ مجھ پہ کوئی بوجھ نہیں ہے۔ یہ میرا گھر ہے اور اس عمر میں امی اٹھ کے کام کریں، تو مجھے اچھا تھوڑی لگے گا۔"

ادیوا جو کر رہی تھی، دل سے کر رہی تھی۔ کبھی ہر ویک اینڈ پر وہ سب کے head massage کرتی' زین اور منان کا ہر چیز کا خیال ایسے رکھتی جیسے حادی اور اشعر کا۔ اس نے کبھی کسی چیز کا تقاضا کیا ہی نہیں تھا۔ کیوں کہ تقاضا وہاں ہوتا ہے، جہاں کوئی کمی ہو اور اس گھر میں اتنی محبتیں تھیں کہ کمی اور تقاضوں کے لیے کوئی جگہ ہی نہ تھی۔

شادی کے بعد اپنی پہلی سیلری ملتے ہی وہ ادیوا کے پاس آیا اور اسے پکڑاتے ہوئے بولا۔

”آج سے اس پر تمھارا حق ہے۔اب اس گھر کے خرچوں کو تم مینج کرو گی۔“

ادیوا پہلے تو مسکرائی اور پھر اس کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے بولی۔

”اچھا جی! اتنی بڑی بڑی باتیں۔“

اور دونوں مسکرانے لگے۔

”صفان! آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ اپنی تنخواہ پہلے کسے لا کر دیتے تھے؟“

”امی کو دیتا تھا۔“ صفان نے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

”تو پھر جناب! ایسا کریں۔یہ ابھی بھی امی کو ہی دیں۔مجھے کچھ بھی چاہیے ہو گا، تو میں امی سے کہہ دوں گی۔“

صفان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے ادیوا کو بے اختیار گلے سے لگا لیا۔ وہ واقعی بہت اچھی تھی، سب سے بہت الگ۔

شادی ہوئے دو مہینے ہونے والے تھے اور وہ اپنے میکے صرف ایک بار آئی ہو گی۔ وہ بھی اسی وقت کچھ دیر بیٹھ کر صفان کے ساتھ واپس، اس لیے نہیں کہ صفان کو برا لگتا بلکہ ادیوا اپنے گھر کو اور گھر والوں کو زیادہ وقت دینا چاہتی تھی۔ وہ اپنی ذمہ داریاں اچھی طرح سمجھتی تھی، اس لیے کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیتی تھی۔ ادھر عمر حیات اور باقی گھر والے ادیوا کی پرابلمز کو سمجھتے تھے، اس لیے کبھی اسے insist نہیں کرتے تھے۔ جب وہ خوشی سے بات کرتی یا ملنے آتی، تو وہ بھی خوب انجوائے کرتے۔ ادیوا خوش تھی، ان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی بات اہم نہ تھی۔

آج شام بھی وہ صفان کے ساتھ چھت پر واک کر رہی تھی، مگر صفان خلاف معمول آج بہت پریشان تھا اور چپ سا۔ ادیوا کے بار بار پوچھنے پر اس نے بتایا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ایک ورکر کی وجہ سے شاپ پر کچھ مسئلہ ہو گیا ہے اور کیش اچھا خاصا شارٹ ہے سیلز کی نسبت۔ میں چوں کہ مینیجر ہوں، اس لیے ادائیگی بھی مجھے پڑی ہے اور اگلے کچھ مہینوں تک سیلری سے ۵۰٪ کٹتا رہے گا اور گھر کے خرچے کیسے مینج ہوں گے میں نہیں جانتا ادیوا!"

ادیوا نے اسے بہت تسلی دی اور پھر رات کو خود کافی دیر تک وہ اس مسئلے کا حل سوچتی رہی۔ وہ صفان سے کیا وعدہ بھی نہیں توڑ سکتی تھی۔ ورنہ اس کے ایک فون کال سے پیسے اس کے اکاؤنٹ میں ہوتے۔ عمر حیات نے ادیوا کے جہیز اور باقی کے سب پیسے اس کے لیے سیور کھ دیے تھے۔ بہت دیر سوچنے کے بعد کوئی حل نہ نکلا، تو وہ پریشان سی سو گئی۔

www.novelsclubb.com

اگلے دن وہ اٹھی، تو صفان کی امی کے کچھ رشتے دار گھر آئے۔ آنٹی کی کوئی بہت قریبی کزن جن سے غالباً کسی لڑائی کے بعد اب صلح ہوئی تھی اور آنٹی نے بہت پر جوش ویلکم دیا انھیں۔ ادیوا صبح سے کچن میں بزی تھی اور مسلسل ایک ہی بات

سوچ رہی تھی کہ دو مہینے میں آنٹی کے پانچ سو رشتے دار آچکے تھے، مگر انکل کا کوئی ایک بھی نہیں۔ حالاں کہ شادی پر صفان کی چچازاد بہنیں اور تایا کی فیملی سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ خیر بعد میں پتا چلا کہ وہ لوگ آنٹی کی ہی وجہ سے نہیں آتے، وہ بھی جب فون پر صفان کے چچا کی بیٹی ماریہ سے بات ہوئی تھی، تو ادیوا کو یہ سب معلوم ہوا۔

آنٹی کے ایک ہی بھائی تھے، جو کچھ عجیب سی پرسنالٹی کے مالک تھے۔ ادیوا ہمیشہ ان کے سامنے کچھ uncomfortable ہو جاتی تھی۔ انھوں نے اپنی بیوی کو ڈائیورس دے دی تھی اور وہ بھی دو بچوں کے باوجود اور آج کل آنٹی اپنے بھائی کے لیے رشتے ڈھونڈ رہی تھیں۔ عمر میں تقریباً ۴۸ سال کے ہوں گے فردوس ماموں۔

صفان کے پاپا بہت ہی نائس تھے۔ ادیوا کام ختم کر کے ان کے پاس اکثر جا کر بیٹھ جاتی۔ وہ بہت شفقت سے پیش آتے۔ بہت ہی attractive اور decent

پرسنالٹی کے مالک تھے، لیکن ان کی بس ایک کمزوری تھی۔آنٹی سے بے پناہ محبت کی وجہ سے ان کی غلط ہاں میں بھی ہاں ملا دیتے تھے۔۔بس یہی کمزوری تھی ان کی شخصیت میں۔

ادیوا کئی دنوں سے صفان کی اس پریشانی کو کم کرنے کا سوچ رہی تھی اور ایک آئیڈیا آ ہی گیا اس کی ذہن میں۔

صفان کو شاپ پر ہی کال کی۔

"صفان! آپ بزی تو نہیں؟ مجھے بات کرنی تھی آپ سے۔"

"ادیوا! میں تمھیں کال بیک کرتا ہوں ۱۰ منٹ میں......ابھی ایک کسٹمر ہے۔"

www.novelsclubb.com

"جی! ٹھیک ہے۔"

ادیوا نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا۔

کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بجی اور اب صفان اس سے مخاطب تھا۔

"صفان! وہ میں یہ سوچ رہی تھی کہ خود کو کہیں بزی کرلوں۔ میں گھر میں بہت بور ہو جاتی ہوں۔ آپ اجازت دیں، تو کوئی جاب کرلوں۔ ٹیچنگ وغیرہ...... وہ بھی صرف اپنا وقت گزارنے کے لیے، آپ بھی رات ۱۰ بجے سے پہلے واپس آتے نہیں اور میں بور ہو جاتی ہوں بہت۔"

ادیوا نے کہانی بہت اچھی گھڑی تھی۔

صفان کو ذرا بھی شک نہ ہوا کہ اس کے پیچھے ادیوا کا کیا مقصد ہے۔ وہ ادیوا کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ حساس تھا، شاید اسی لیے اسے تشویش ہونے لگی۔ ایک تو وہ پہلے ہی سے حساس تھا کہ وہ ادیوا کے لیے کچھ بھی نہیں کر پارہا اور اب یہ مسئلہ، اس لیے اس نے ادیوا کو کھلے دل سے اجازت دے دی۔ وہ بہت خوش ہوئی۔

اس نے جابز اپلائے کرنی شروع کیں۔

جو گھر کے پاس سکولز تھے ان کا ایک تو نہ پے سکیل اچھا تھا نہ سکول کا سٹینڈرڈ۔ ادیوا کو گھر سے دور ایک پرائیویٹ انگلش میڈیم سکول میں کمپیوٹر ٹیچر کی جاب آفر ہوئی اور سیلری بھی اچھی تھی۔ لہٰذا صفان اور آنٹی' انکل کی اجازت سے اس نے جاب سٹارٹ کر دی۔ صفان نے اسے پک اینڈ ڈراپ لگوا دی، تا کہ اسے بالکل کوئی تکلیف نہ پیش آئے۔ محبت کے معاملے میں تو صفان بھی ادیوا سے پیچھے نہیں تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی ہر چھوٹی سی چھوٹی بات کا دل و جان سے خیال رکھتے۔

اب ادیوا کو سکول جاتے ایک ہفتہ ہو چکا تھا اور سکول سے واپسی پر وہ اس قدر تھک جاتی کہ بہت مشکل تین منزلہ مکان کی سیڑھیاں چڑھ کر گھر میں داخل ہوتی، مگر اسے خوشی تھی کہ اس کی سیلری سے ایٹ لیسٹ گھر کے کچھ اخراجات مینج تو ہوں گے اور وہ پھر سے اپنے صفان کے چہرے پر وہ سکون اور اطمینان دیکھ سکے گی۔

جیسے جیسے دن گزرتے گئے ادیوا آنٹی کے عجیب و غریب رویوں کو محسوس کرنے لگی۔ وہ جب گھر میں داخل ہوتی، وہ آگے اپنی کزن اور ان کی جوان بچیوں کے ساتھ

www.novelsclubb.com

مصروف ہوتی اور پھر آہستہ آہستہ گھر کے کاموں پہ وہ ادیوا کو غیر محسوس طریقے سے رئیلائز کروانے لگ گئیں کہ یہ بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ادیوا اسکول سے تھکی ہاری تین چار بجے گھر پہنچتی، تو آگے گھر کے ڈھیروں کام اس کے منتظر ہوتے اور وہ آنٹی کی کزن تو اب بلاناغہ ان کے گھر براجمان ہوتیں۔ خیر ادیوا چپ چاپ کرتی رہی، مگر آہستہ آہستہ وہ اس رویے سے اندر ہی اندر ہرٹ ہوتی گئی۔

صفان سے بھی شیئر کرنے والی یہ بات نہ تھی اور اب تو آنٹی نے بہت ہی عجیب حرکت کرنا شروع کردی۔ادیوا کو کام سے عین اس وقت چھوڑنے کا کہنا جب صفان کے آنے کا ٹائم ہوتا۔ادیوا کو کہا جاتا۔

”جاؤ! جا کر تیار ہو جاؤ......فریش ہو جاؤ! صفان آرہا ہو گا، خوش ہو جائے گا تمھیں تیار دیکھ کر۔“

اور وہ خوشی خوشی صفان کے لیے سجنے سنورنے لگتی۔

صفان جب بھی آتا ادیوا کو اپنے کمرے میں پاتا اور ماں کو کچن میں اکیلا کام کرتے دیکھتا۔ کچھ دن تک تو سب یوں ہی چلتا رہا اور صفان کے رویے میں بھی ادیوا کے لیے بدلاؤ آنے لگا۔ ادیوا بہت واضح طور پر یہ چینج فیل کر سکتی تھی، مگر وہ اس کی وجہ سمجھ نہ پا رہی تھی۔

اور پھر ایک دن وہ آیا اپنے اسی ٹائم پر اور ادیوا اس کے آنے سے ہارڈلی دس منٹ پہلے اندر آئی ہو گی۔ آنٹی کے ساتھ کچن میں ساری ہیلپ کروا کر، کیوں کہ آنٹی کھانا خود بنانا چاہتی تھیں۔ باقی تو سارے کام ادیوا ہی کرتی تھی۔

صفان علی کا معمول ہوتا تھا کہ گھر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اپنے کمرے میں آتا تھا، مگر اس دن وہ سیدھا کچن میں گیا اور زور زور سے بولنے لگا۔

”امی! آپ پہ فرض ہے کہ اس گھر کے سارے کام آپ ہی کریں گی۔؟؟؟ادیوا ......ادیوا......!“

وہ زور زور سے چلانے لگا۔ ایسا اس کی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا۔ آج تک کسی نے اتنے غصے میں اس کا نام نہیں لیا تھا۔ وہ ڈری ڈری سی کچن میں داخل ہوئی۔

"جی صفان......!"

"پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

تحریر مصباح مشتاق

قسط6

www.novelsclubb.com

وہ زور زور سے چلانے لگا۔ ایسا اس کی زندگی میں پہلی بار ہوا تھا۔ آج تک کسی نے اتنے غصے میں اس کا نام نہیں لیا تھا۔ وہ ڈری ڈری سی کچن میں داخل ہوئی۔

"جی صفان......!"

....

وہ بہت سہم گئی تھی۔

"آپ کو بناؤ سنگھار سے فرصت مل گئی ہو، تو ذرا یہاں بھی نظر کر لیا کریں۔ یہ میری ماں ہے......اس گھر کی نوکرانی نہیں ہے۔you understand۔"

ادیوا سر جھکائے کھڑی تھی۔

"دوبارہ میں یہ نہ دیکھوں، اب مجھے سمجھ آئی آپ کی جاب کرنے کی وجہ۔ گھر کے کاموں سے اتنی ہی تنگ تھیں، تو صاف صاف بتا دیتیں نا! یہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

www.novelsclubb.com

وہ ادیوا کو حقارت سے دیکھتا ہوا تیزی سے اسے پیچھے دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔

ادیوا وہیں پتھر بنی رہ گئی اور پھر دیوار کا سہارا لے کر وہیں بیٹھ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"کیا یہ وہی صفان علی تھا؟ کیا وہ یہ سب ڈیزرو کرتی تھی؟ اس طرح کا لہجہ ؟"

ادیوا ٹوٹ کر رہ گئی۔ یوں لگا کہ زندگی بھر کی کمائی ایک لمحے میں چھن گئی ہو۔ سارا سفر اسے بے منزل سفر لگا۔

"وہ وہی صفان علی تھا؟"

وہ بار بار خود سے ایک ہی بات پوچھتی رہی۔ آنکھوں پر ہاتھ رکھے بے اختیار روئی کہ اچانک اسے خیال آیا آنٹی نے کیوں نہیں کہا۔

www.novelsclubb.com

"بس تمھارے آنے سے دس منٹ پہلے ادیوا کو میں نے بھیجا تھا۔ وہ کیوں نہیں بولیں؟"

"کیوں نہیں کہا صفان کو کہ میں پورے دن میں صرف کھانا بناتی ہوں اور اس میں بھی ادیوا میری مدد کرتی ہے۔؟ کیوں نہیں کہا کہ گھر کے برتن' کپڑے' صفائی سے سب کچھ ادیوا اکیلی کرتی ہے؟"

ادیوا نے جیسے ہی آنکھوں سے ہاتھ اٹھا کر آنٹی سے پوچھنا چاہا، تو وہ وہاں سے پہلے ہی جا چکی تھیں۔ادیوا پہ مزید حیرانیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

"آنٹی نے مجھے اٹھایا، نہ چپ کرایا۔حالاں کہ وہ تو جانتی تھیں ناں کہ کیا حقیقت ہے۔صفان کو نہیں بتایا، تو کوئی بات نہ تھی، مگر مجھے تو چپ کروانا' آنسو پونچھنا بنتا تھا ناں ان کا؟"

ادیوا وہاں سے اٹھی اور آنٹی کے کمرے میں چلی گئی اور یہ دیکھ کے حیران رہ گئی کہ وہ خود مسلسل روئے جا رہی تھیں اور انکل انھیں چپ کروا رہے تھے۔ادیوا کو اتنے غصے سے انکل نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔غصہ اور شدید نفرت ان کے چہرے پہ واضح

تحریر تھی۔ آنٹی نے ادیوا کے بارے میں کچھ نیگیٹیو بات کی تھی انکل سے۔ جس سے کہ ادیوا بلکل لا علم تھی، وہ وہاں ایک پل نہ ٹھہر سکی، دوڑتی ہوئی چھت پہ چلی گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اتنی شدید سردی میں وہ چھت پر بیٹھی روتی رہی۔

"کیا یہ وہی گھر تھا؟ کیا یہ وہی لوگ تھے؟ کیا ان لوگوں کے لیے میں نے قربانیاں دیں؟ کیا اس دن کے لیے میں نے وہ جاب کی؟ جس لڑکی نے کبھی زندگی میں جاب نہیں کی۔ اس گھر کی خوشحالی کے لیے گھر سے قدم باہر نکالا، تو گناہ کر دیا؟ بہتر ہوتا کہ گھر رہتی۔ آرام کرتی، وہی گھر کے کام کر کے پورا دن سکون سے سوتی۔ ڈبل، ڈبل ڈیوٹیاں دے کر بھی یہ سلوک اس کے ساتھ۔"

www.novelsclubb.com

وہ ہر ایک کی نفرت سہ سکتی تھی مگر صفان علی کا تو غصے سے پکارا گیا نام ہی اس کی سماعتوں میں جم گیا تھا۔ باقی تو جو بھی اس نے کہا، بعد کی باتیں تھیں۔

”کیا وہ مجھے اتنا ہی جانتا تھا؟ میں نے گھر کے کاموں سے جان چھڑانے کے لیے گھر سے باہر قدم نکالا تھا؟؟ صفان علی! کیوں ہوئے تم اتنے بدگمان مجھ سے۔“

وہ روتی جا رہی تھی۔ دو گھنٹے گزر چکے تھے اسے وہاں بیٹھ کر روتے ہوئے۔

”اٹھو! یہاں سے۔“

یہ صفان کی آواز تھی، مگر لہجہ......؟

وہ گھٹنوں پر سر رکھے دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ آنکھیں رو رو کر سوج رہی تھیں۔

”تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری ماں سے زبان درازی کرنے کی؟“

www.novelsclubb.com

ادیوا اس کی بات کو سمجھ ہی نہ پائی۔

اب صفان اور اس کی ماں دونوں ہی اس کے سامنے کھڑے تھے۔

”زبان درازی؟ میں نے؟“

ادیوا نے اسی بے یقینی کی کیفیت میں تھی کہ اچانک صفان علی کی گرجتی آواز اس پہ بجلی کی طرح گری۔

"تم جاہل عورت......"

اس کے آگے وہ کیا کیا کہہ رہا تھا۔ادیوا کی سماعتیں کچھ سننے کے قابل نہ رہیں۔وہ چیختا چلاتا رہا اور ادیوا سامنے والی دیوار میں نظریں گاڑے پتھر بنی کھڑی تھی۔یہاں تک کہ وہ اسے بازو سے پکڑتا، کھینچتا ہوا، گھسیٹتا ہوا نیچے لے گیا اور اسے کمرے میں لا کر پھینک دیا۔ادیوا کو لگا کہ اس کے جسم سے روح نکل گئی ہے۔وہ مردہ ہے اس کی لاش پہ چیخ چنگھاڑ رہا ہے، وہ اپنی سب حسیں کھو چکی ہے۔بینائی جم گئی ہے۔اس کی آنکھیں صفان علی کی حقارت کے علاوہ کچھ اور دیکھ نہیں پا رہی تھیں۔

اور اب کمرے میں تین لوگ موجود تھے۔صفان علی اس کی ماں اور باپ باری باری سب اس سے گالی گلوچ کر کے اپنے دل کو ٹھنڈا کر کے چلے گے۔اب باری

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھی صفان علی کی،اس نے دروازہ بند کیااور سامنے بیڈ پر آکر بیٹھ گیا۔ بالکل کسی بے رحم حاکم کی طرح اور وہ مظلوم رعایا کی طرح نیچے فرش پر بیٹھی آنسو بہاتی رہی۔

اب صفان علی پھر سے اسی لہجے میں مخاطب ہوا۔

”ہم تنگ آچکے ہیں تمھاری immaturity اور so called معصومیت سے۔come on کب بڑی ہو گی تم۔ادیوا! اگرامی نے تمھیں چھایا آنٹی کے لیے چائے بنانے کا کہہ دیا، تو تم نے اتنی بد تمیزی کی؟ تم کیا سمجھتی ہو اپنے آپ کو، کیا صرف تمھارا اسٹیٹس ہے۔ ہماری کوئی عزت نہیں ہے؟ صبح تیار رہنا...... تمھیں تو تمھارے گھر چھوڑ کے آؤں گا۔ بہت ہو گیا تماشا......“

www.novelsclubb.com

اب وہ سب حقیقت جان گئی تھی۔

”چھایا آنٹی تو آج آئی ہی نہیں تھیں اور میں نے بد تمیزی کی، وہ بھی صفان علی کی ماں سے؟“

ذہن بالکل ماؤف ہو گیا تھا۔اب اس کے ذہن میں صفان علی کے الفاظ بار بار گونجنے لگے۔

"صبح تیار رہنا! میں تمھیں تمھارے گھر چھوڑ کے آؤں گا؟"

"میرا گھر؟ میرا گھر؟ اگر وہ میرا گھر ہے، تو یہ کس کا گھر تھا؟ میرا گھر نہیں تھا، تو مجھ سے ذمہ داریاں نبھانے کی امید کیوں تھی؟ جب یہ گھر ہی میرا نہیں تھا تو؟"

وہ چاہ کے بھی آنسو نہ روک پائی۔

اسے لگا کہ اس کا دماغ سوچنے سمجھنے سے بالکل محروم ہو چکا ہے۔وجود بالکل شل ہو چکا ہے۔ساری مسافتیں، ساری ریاضتیں رائیگاں گئی ہیں۔

www.novelsclubb.com

صفان علی کب کا سو چکا تھا۔اس کی تکلیف، اس کے درد سے بالکل بے خبر ہو کر۔

ادیوا مسلسل اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔دور بیٹھی ادیوا خود کو صفان کے بے قصور ہونے کا یقین دلاتی رہی۔

محبت بھی عجیب چیز ہے۔ سہنے پر آئے، تو تذلیل بھی سہہ لیتی ہے، مگر جدائی کسی صورت گوارا نہیں کرتی۔ اب ادیوا مکمل طور پر ڈپریشن میں جا چکی تھی، جو سلوک اس کے ساتھ پچھلے دو ہفتوں سے ہو رہا تھا، وہ بھی زہر بن کے اس کے ذہن میں گھلتا رہا اور اب جو یہ سب ہوا' دماغ کی ساری شریانوں کو چیر گیا تھا۔

"صبح تیار رہنا! میں تمھیں تمھارے گھر چھوڑ آؤں گا۔"

الفاظ کیا تھے؟ کیا تھا اس کا مطلب؟ صفان علی ادیوا سے جدا ہو کر رہ سکتا تھا؟ ادیوا کا وجود کچھ بھی نہیں تھا؟

"ادیوا صفان سے الگ کر دی جائے گی صبح۔"

وہ بار بار یہ سب دھراتی رہی۔ نیم پاگل سی ہوتی گئی اور پھر ایک دم سے اٹھی، اپنے بیگ سے پیج کٹر نکالا اور کلائی کی آخری تہہ تک پھیرتی چلی گئی۔

"تم سے الگ ہونا میرے لیے اس درد سے زیادہ دردناک ہوتا صفان علی! اس لیے میں نے تھوڑے درد کو چن لیا ہے۔"

اور پھر کچھ ہی دیر میں خون پورے فرش پر پھیلنے لگا۔ وہ اٹھی اور آہستہ سے صفان علی کے قدموں کی طرف سر رکھ کر لیٹ گئی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ بے حس و حرکت ہوئی اور پھر اپنے حواس کھو بیٹھی۔

ایسے ہوتے ہیں اپنی وفاؤں کا مان رکھنے والے، مرنا بھی چاہتے ہیں، تو اسی کے قدموں میں سر رکھ کے، جو زندہ رہنے کے سبھی حوصلے چھین لیتا ہے۔

آنکھ کھلی، تو ادیوا سرکاری ہسپتال کے آپریشن تھیٹر میں تھی۔ دو ڈاکٹرز اس کی کلائی کو تھامے اس کی سکن میں سے نیڈل گزار رہے تھے اور وہ آنکھیں کھولے اس درد کو محسوس کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کبھی کبھی محبت آپ کو ایسے درد سے نواز دیتی ہے کہ آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے جسم کے ٹکڑے بھی کر دو، تو بھی آپ درد کی وہ شدت کبھی محسوس نہیں کر سکتے، جو محبت کرنے والوں کے لہجے بدلنے سے ہوتی ہے۔

کچھ ہی فاصلے پر صفان علی کھڑا تھا۔ جیسے ہی ڈاکٹرز سٹیچنگ کر کے پیچھے ہٹے۔ صفان علی آگے بڑھا اور ادیوا کے چہرے کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"ادیوا! تمھیں پتا ہے کہ میں اس سے زیادہ محبت نہیں دے سکتا تھا تمھیں اور پھر بھی تم نے یہ سب کیا۔ اب شاید میں کبھی تم سے محبت کرنے کا حوصلہ نہ کر پاؤں۔"

www.novelsclubb.com

صفان علی کے یہ الفاظ بالکل ایسے تھے جیسے ایک مردہ انسان پر پھر سے چھریاں چاقو ایک ساتھ چلا دیے جائیں۔ایک مرے ہوئے انسان کو مار کر کیا راحت ملی تھی، ادیوا نہیں جانتی تھی۔

اب اسے وارڈ میں شفٹ کیا گیا۔دو خون کی بوتلیں اس کے دونوں ہاتھوں کی وینز میں لگا دی گئی تھیں۔بہت مشکل سے ادیوا کی جان بچائی گئی تھی۔ہسپتال میں صرف صفان اور اس کی والدہ موجود تھے اور اسے کوئی دکھائی نہ دیا۔اب اسے فکر ہو رہی تھی کہ اس کے گھر سے کوئی کیوں نہیں آیا۔جس کو بعد میں صفان نے کلیر کر دیا کہ ادیوا کے چھوٹے چچا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اور ان کی موت واقع ہو گئی،اس لیے رات ہی کو عمر حیات اور باقی سب گھر والے کراچی روانہ ہو گئے تھے۔ادیوا کو انھوں نے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا،اس لیے بغیر اطلاع دیے ہی وہ روانہ ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

تین دن بعد اسے ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا گیا، مگر ادیوا سہارے کے بغیر نہ اٹھ کے کھڑی ہو سکتی تھی، نہ چل سکتی تھی۔ اس کے جسم سے بہت بھاری مقدار میں خون ضائع ہو چکا تھا۔ اب اسے کم از کم کچھ ماہ تک ملٹی وٹامنز کھانا تھیں۔ پھر کہیں جا کر اس خون کی اور ریڈ سیل کی کمی پوری ہوتی۔

اب وہ اپنے کمرے میں تھی، صفان علی اسے گھر لے آیا تھا۔ ادیوا کے بہت التجا کرنے پر اسے نے ادیوا کے والدین کو کچھ نہ بتایا تھا۔ یہ بھی بہت احسان تھا اس کا۔ کیوں کہ ادیوا ابھی بھی اس کی عزت کی خاطر اور جو مقام اس کا ادیوا کی فیملی کے سامنے تھا، وہ اسے کبھی گرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

آج اس بات کو ہوئے ساتواں دن تھا۔ بے اعتباری کا یہ عالم تھا کہ ادیوا کو اس کے کمرے میں ایک منٹ بھی اکیلا نہ چھوڑا جاتا۔ کبھی آنٹی، تو کبھی انکل بہت ناگواری سے اس کے سامنے بیٹھے رہتے۔ ادیوا تو پہلے ہی اپنے کیے پہ شرمندہ تھی، لیکن ایک بات پہ تو سکون تھا کہ ادیوا صفان علی کے گھر میں تھی۔ وہ اسے خود سے الگ نہیں

کر رہا تھا۔۔ شاید کبھی کبھی جان سے پیارے انسان کو جان دے کے اپنی محبت کا یقین دلانے کی بھی نوبت آجاتی ہے، لیکن صفان علی پورا دن اپنی جاب پر بزی رہتا۔ وہ اکثر سوچتی کیا ایسی ہی تنہائی کے لیے وہ اسے گھر لایا تھا۔ ابھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ صفان کا فون آیا اور آنٹی موبائل اٹھا کر دوسرے روم میں لے گئی اور پھر جانے کیا بات ہوئی ان کے بیچ کہ تھوڑی ہی دیر بعد صفان گھر داخل ہوا۔ آج وہ یقیناً half leave پر آیا تھا۔

ادیوا کو لے کر وہ لوگ پہلے کسی پیر صاحب کے پیر خانے لے گئے، جہاں انھوں نے ادیوا پر کچھ اثرات کی تصدیق کی اور پھر وہ دونوں اسے لے کر اسی سرکاری ہسپتال کے psychology dept. میں آگئے اور اب ادیوا منتظر تھی کہ صفان علی کے ہر ظلم کی انتہا دیکھے۔ اس انسان کو اب ادیوا پر کوئی ظلم کرتے ہوئے ایک لمحے کو بھی خدا کا خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا اور آخر کار وہی ہوا۔

وہ اسے دماغی امراض کے وارڈ میں ایڈمٹ کروا گیا۔

www.novelsclubb.com

کیا یہ تھی محبت ؟ یہ تھا جنون ؟اور یہ تھا صفان علی کا اصل روپ ؟ادیوا بس یہی چاہتی تھی کہ وہ اسے زندہ درگور کرتا رہے اور وہ اس کے ہر ظلم کو سر آنکھوں پر رکھ کے سہہ جائے۔ مگر سچی محبت کرنے والے ہمیں اتنی آسانی سے اپنا آپ زندہ درگور کہاں کرنے دیتے ہیں۔ حادی اور مسز عمر کو اطلاع ہو چکی تھی اور وہ دونوں آناًفاناً بھاگے ہوئے آئے۔

ادیوا کی زرد رنگت اور کلائی پر ہوئی سٹیچنگ سب کچھ اتنا خوفناک تھا کہ مسز عمر زاروقطار رونے لگیں۔ صفان کی والدہ سامنے بیٹھی انھیں دیکھ کر فوراً وہاں سے چلی گئیں۔ جیسے کوئی مجرم اپنے پکڑے جانے کے خوف سے بھاگ جاتا ہے۔

ادیوا کو ڈسچارج کروا دیا اور حادی اور مسز عمر اسے گھر لے آئے۔ مسز عمر ادیوا سے چھپ کر روتی رہیں۔ ادیوا کو ابھی بھی چلنے پھرنے کے لیے سہارے کی ضرورت تھی۔ اس کا جسم انتہائی کمزور اور لاغر ہو چکا تھا۔

عمر حیات نے اشعر اور حادی کو بٹھا کر سمجھایا۔

"آپ دونوں میں سے کوئی اس مسئلے میں نہیں بولے گا۔ میں خود بات کروں گا صفان علی سے۔"

"لیکن پہلے ادیوا کو اس ڈپریشن سے نکلنے دو۔ پھر ہی وہ کوئی بہتر فیصلہ کر پائے گی۔"

صفان علی کے گھر میں سے کسی فرد نے بھی ادیوا کی خیریت دریافت نہ کی۔ باقی لوگ تو بہت بعد کی بات تھی، خود صفان علی نے اپنی بیوی کی حالت جانتے ہوئے بھی ایک فون تک نہ کیا۔

کچھ لوگ ہمیں عین اس وقت اکیلا چھوڑتے ہیں، جب ہمیں ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی ٹائمنگز اتنی پرفیکٹ ہوتی ہیں کہ جیسے وہ ہمارے دکھ، ہماری خوشی کے منتظر ہی تھے کہ ملے اور وہ اٹھ کے چل دیں۔

www.novelsclubb.com

دو دن بعد صفان علی، عمر حیات کے بار بار بلانے پر گھر آیا۔اس نے کسی بات کا کوئی ٹھیک سے جواب نہ دیا اور سیدھا ادیوا کے کمرے میں چلا گیا۔وہ سونے کی کوشش کر رہی تھی، کیوں کہ ذہن پر مسلسل بوجھ کی وجہ سے اسے بہت کم نیند آتی تھی۔

"صفان! آپ؟"

دروازے کی آہٹ سے اسے صفان کی موجودگی کا ادراک ہوا۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی، لیکن ہمت نہ کر پائی۔

"لیٹی رہو ادیوا! کیسی طبیعت ہے اب تمھاری؟ مجھے امید ہے اب تم بہت سکون میں ہو گی، کیوں کہ یہاں تم پر کوئی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"اوہ تو......"

صفان علی آج اس کی روح کو طنز کے تیروں سے چھلنی کرنے آیا تھا۔جسمانی اذیت کے بعد اصولاً اب روح کی باری تھی۔ادیوا ترس رہی تھی کہ وہ اس کے منہ سے ایک بار بس ایک بار محبت کا اقرار سنے،تو وہ اس کے ساتھ اٹھ کر چل پڑے۔

جب محبت اپنے اقرار کا حوصلہ دیتی ہے،تو انسان اپنے اندر طوفانوں سے لڑنے کی طاقت بھی محسوس کرنے لگتا ہے اور ادیوا اس وقت اس کے اسی اقرار کی منتظر تھی، جو اس کے سب گھاؤ بھر دے۔

مگر وہ کچھ کہے بغیر چلا گیا۔اب وہ ادیوا کو دیکھتے رہنے کی بھی خواہش مٹا چکا تھا، مگر ادیوا کی آرزؤں کے سمندر تھے کہ خالی ہی نہ ہوتے۔ایک کے بعد ایک آرزو اور پھر اسی آرزو کو حسرت بنتے دیکھنے کی تکلیف......کتنا کچھ سہنا سکھا دیتی ہے نا محبت......

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"صفان علی! تمھیں خبر ہی کیا ہے بے بسی کی اور اس کی انتہا سے تو یکسر ناواقف ہو تم۔ کبھی منجدھار میں ڈوبتی کشتی کو دیکھا؟ کسی گرداب میں اڑتے ہوئے تنکوں کو بکھرتے دیکھا؟ کتنا بے بس ہوتا ہے ان کا وجود، وہ اپنی تمام تر طاقت لگا کے بھی اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ خود کو بپھری موجوں کے حوالے کر دینا، تند و تیز آندھیوں کو سونپ دینا' یہی ہے بے بسی اور تمھاری محبت کے معاملے میں، میں اس کی انتہا پر ہوں۔"

کاش وہ یہ سب اس سے کہہ سکتی۔

گھر کا ہر فرد ایک اذیت سے گزر رہا تھا۔ ہر کوئی اسی سوچ میں تھا کہ آخر صفان علی کے گھر ایسا کیا ہوا تھا کہ ادیوا کو اپنی وینز کاٹنا پڑی؟ عمر حیات کے گھر گزرا پوری زندگی میں سے کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہ تھا کہ ادیوا نے کوئی ایسا انتہائی قدم اٹھایا ہو۔ وہ تو انجیکشن لگانے کی تکلیف سے کانپ جانے والی لڑکی تھی، لیکن انتہا کی محبت کسی

جنون سے کم نہیں ہوتی......شاید وہ ایسی تکلیف سہنے کا حوصلہ بھی دے دیتی ہے جو انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

ادیوا اپنے بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی اپنی کلائی پر بنے سٹیچز کے نشان دیکھتی رہی۔ایک دم سے اسے صفان علی کی وہ بات یاد آئی۔جب مری جاتے ہوئے راستے میں سے موتیے کے گجرے لیتے اور اس کی کلائی پہ پہناتے ہوئے اس نے کہی تھی۔

"ادیوا! کتنے بے داغ ہیں تمھارے ہاتھ......تمھاری کلائیاں......تمھارا پورا وجود ایک نور کا ہالہ ہے اور میں کتنا خوش نصیب ہوں نا کہ پوری دنیا چھوڑ کے یہ نور صرف مجھے عطا کیا گیا ہے۔"

صفان کی بہن کی رخصتی کے دو دن بعد وہ اسے مری لے گیا تھا اور اسی دن شام کو وہ گھوم پھر کر واپس آ گئے، مگر وہ دن زندگی کے خوبصورت دنوں میں سے ایک تھا۔ کتنی حیرت کی بات تھی نا۔صفان علی کے لیے وہ کلائی داغدار ہو چکی تھی، مگر وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

شخص روح پہ لگے گھاؤ اور ان کے ان مٹ داغ دیکھنے کی طاقت رکھتا ہی نہیں تھا۔

وہ اس بینائی سے شاید محروم تھا، جو انسان کے اندر کے زخموں کو دیکھ سکے۔

دو ہفتے گزر گئے تھے۔ صفان علی کے گھر سے کوئی فون آیا اور نہ تو وہ خود آیا۔ اب ادیوا اٹھ کے چل پھر سکتی تھی۔ وہ کچن میں آئی، مسز عمر کسی کام میں مصروف تھیں۔

"ماما! صفان سے کوئی رابطہ ہوا......میں اسے جب بھی کال کرتی ہوں۔ وہ ڈس کونیکٹ کر دیتا ہے۔ آپ کا یا پاپا کا کوئی رابطہ......؟"

"ادیوا! میری بات سنو!" مسز عمر نے اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی اس کی بات کاٹ دی۔ "کیا ہم سب کی اہمیت بالکل ختم ہو چکی ہے تمھاری زندگی سے؟ کیا ہمیں کوئی حق نہیں ادیوا! کہ ہم جان سکیں کس وجہ سے ہماری پھول سی بچی کی یہ حالت ہوئی؟ یقین کرو! ہادی تمھیں جس دن ہاسپٹل سے لا یا تھا، سارے راستے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

روتا آیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے، ٹھیک سے کھانا کھاتا ہے نہ کسی سے بات کرتا ہے۔ جاب سے آکر سیدھا اپنے روم میں چلا جاتا ہے۔ اشعر اور تمھارے پاپا دونوں کی حالت اس سے کچھ کم نہیں ہے۔ صفان کی والدہ نے جو بی ہیو ہمارے ساتھ ہاسپٹل میں کیا تھا، وہ تم سے کچھ چھپا ہوا نہیں۔ باقی کسر صفان علی نے پوری کر دی۔ اس دن جس انداز سے وہ تمھارے پاپا اور میری باتوں کو نظر انداز کر کے تمھارے کمرے میں گیا، وہ کبھی بھی قابل تسلیم نہیں ہے۔ ادیوا! اس انسان کو اپنی قدر محسوس کراؤ۔ اپنی عزت نفس اپنی Dignity کو اس کے قدموں کی دھول مت بناؤ۔ خدا کا واسطہ تمھیں۔ بھیک مت مانگو اس سے...... کہیں یہ نہ ہو کہ تمھارے کشکول میں وہ ہمدردی کے سکے بھی نہ ڈالے۔ اتنا مت گراؤ کہ ہم سے تمھاری شخصیت کی پہچان بھی مشکل ہو جائے۔"

www.novelsclubb.com

اور مسز عمر اپنے آنسو چاہتے ہوئے بھی نہ روک پائیں۔

وہ سب کچھ چپ چاپ سنتی رہی...... کہنے کو تھا بھی کیا۔ کیا یہ سمجھاتی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بے لوث محبت کرنے والوں اور بھیک مانگنے والوں میں سے کچھ زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ دونوں آس لگائے در پہ بیٹھے رہتے ہیں۔ کوئی نفرت سے دھتکار بھی دے۔ دروازے بند بھی کر دے، تو بھی دل سے دعائیں ہی نکلتی ہیں۔ دونوں چاہ کے بھی بد دعا نہیں دے سکتے اور عزت نفس 'خودداری' کہاں ہوتی ہے مانگنے والوں میں؟ وہ تو اپنی انا اپنی پہچان سب کچھ کھو چکے ہوتے ہیں۔ کچھ پانے کی آرزو میں......اور ماما......! آرزوئیں تو انسان کو جلا کر راکھ کر دیتی ہیں، کسی بنجر زمین کی ویرانی کی طرح۔ جہاں بارشیں برسنے سے بھی کوئی پھول کوئی سبزہ نہیں اگتا، ایسی ہی بنجر ہو جاتی ہیں دل کی زمینیں بھی اور صفان علی ادیوا کے لیے وہی آرزو تھا، جو جلا کر راکھ کر گیا، تو ادیوا کے دل کی زمین بھی ویسی ہی بنجر ہو جائے گی جس پر پھر سے کوئی آرزو' کوئی امید نہیں اگ سکے گی۔"

www.novelsclubb.com

"پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

تحریر مصباح مشتاق

قسط7

"ادیوا! دیکھو تو کون آیا ہے۔"

وہ ایک دم سے چونک کر اٹھ بیٹھی۔ایک بار پھر ماضی سے اپنا آپ گھسیٹتی ہوئی شل وجود کے ساتھ وہ آنکھیں کھول کے چہرے پہچاننے کی کوشش کرنے لگی۔

"ارے ماہا! what a great surprise"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اٹھ کے ماہا کے گلے لگ گئی۔ماہا تین سال سے امریکا میں تھی۔اس کی شادی اس کے کزن سے ہوئی تھی، جو کہ وہاں رہائش پذیر تھا۔

"تم لوگ گپ شپ کرو......میں کھانے کا ارینج کرواتی ہوں۔"

یہ کہہ کر مسز عمر نیچے کچن میں آ گئی۔وہ دونوں بہت عرصے کے بعد ملی تھیں۔ماہا بالکل ویسی کی ویسی ہی تھی اور ادیوا کے چہرے پر واقعی پرانی مسکراہٹ پھر سے آ گئی تھی۔

کچھ دیر باتوں کے بعد ماہا نے اپنے موبائل سے ہسبنڈ اور بیٹے کی تصویریں ادیوا کو دکھائیں۔بہت اچھا کپل تھا۔ادیوا نے ماہا کو موبائل واپس دیتے ہوئے ماہا کے stay کا پوچھا۔وہ فور ویکس کی vacation پر آئی تھی۔ماہا کو ادیوا کے ساتھ ہونے والے حادثے کی خبر تھی،اس لیے اس نے صفان علی کے بارے میں کوئی

بات نہیں کی۔ کافی دیر یونیورسٹی اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وہ دونوں لان میں ٹہلتی رہیں اور پھر دوپہر کے کھانے کے بعد ماہا واپس چلی گئی۔

ادیوا نے آج فجر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ رات کو وہ بہت دیر تک وہی سب سوچتی رہی اور وہیں بیڈ سے ٹیک لگائے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ نماز نہ پڑھنے کے اثرات اسے واضح طور پر محسوس ہو رہے تھے۔ دل کچھ ضرورت سے زیادہ بے چین تھا۔ ادیوا نماز کی پابند نہ تھی، مگر صرف فجر کی نماز کے لیے وہ کوشش کر کے پڑھ لیتی تھی اور دل سکون میں آجاتا تھا۔

"ادیوا! تمھارے ماموں کی فلائٹ ہے پرسوں جمعرات کو شام چار بجے کی۔ اگر تم بہتر فیل کرو، تو میرے ساتھ مارکیٹ چلو۔ وہ میں سوچ رہی تھی ان سب کے لیے کچھ presents لے لیں۔"

"جی ماما! ٹھیک ہے میں ضرور چلوں گی۔ آپ بتا دیجیے گا کہ کب جانا ہے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ یہ کہہ کر کمرے میں واپس آگئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسلام آباد کی ایک بڑی مارکیٹ پہنچ گئی۔ کچھ کپڑے اور پرفیومز لے کر وہ واپس گھر آ گئے۔ ادیوا کو کچھ تھکاوٹ محسوس ہوئی اور وہ آرام کے لیے کمرے میں آگئی۔

کبھی کبھی یادیں انسان کا ایسے پیچھا کرتی ہیں کہ اسے پاتال میں سے بھی ڈھونڈ لاتی ہیں۔ آپ چاہیں مر مر کی جئیں یا جی جی کر مریں۔ وہ اپنے ظلم میں کسی صورت کمی نہیں کرتی۔

ادیوا کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ رات کی تاریکیاں جتنی بھی گہری ہوں یادیں اس کے وجود کا سراغ لگا کے اس تک پہنچ جاتی تھیں۔ اور ابھی بھی اس کے کمرے میں کسی بن بلائے مہمان کی طرح منتظر بیٹھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسی کھیل تماشے میں پورا ایک مہینہ گزر گیا تھا وہ لوگ ادیوا کو اس بُری طرح سے زندگیوں سے بے دخل کر چکے تھے کہ جیسے اس کا وجود کچھ تھا ہی نہیں۔ ذین اور منان جنھیں اس نے بھائیوں سے زیادہ پیار دیا۔ ادیوا کی کال دیکھتے اور ڈس کونیکٹک کر دیتے۔ انکل جن سے اپنے پاپا کی طرح پیار کیا کرتی تھی، وہ بھی ادیوا کی ایک بار بھی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ جب انسان نے کوئی غلطی کی ہونا، تو وہ بُرے رویوں پر ہنس کے صبر کر لیتا ہے، لیکن جب اسے اپنا قصور ہی پتا نہ ہو، تو پھر صبر کرنا اتنا ہی مشکل ہو جاتا ہے، جتنا بند قبر میں سانس لینا اور اس وقت اس کا پل پل کسی قبر میں ہی گزر رہا تھا۔

”صفان علی! کہاں ہیں...... میں ان کی مسز بات کر رہی ہوں۔“

www.novelsclubb.com

آج اس نے اس کی شاپ پر کال کرنے کی ہمت کر ہی لی۔ وہ واضح طور پر سن سکتی تھی، ہولڈ کے دوران دوسری طرف سے صفان علی کسی سے مخاطب تھا۔

"کہہ دو میں نہیں ہوں۔"

اور ادیوا میں مزید سننے کی ہمت نہ تھی۔اس نے فون بند کر دیا۔

آخر کوئی کسی سے اتنی نفرت کیسے کر سکتا ہے اور وہ بھی اس سے کہ جس سے کبھی انتہا کی محبت کا اقرار کیا ہو؟

عمر حیات کے صبر کی انتہا ہو چکی تھی۔انھوں نے بیگم کو صفان علی کے گھر جانے کی ہدایت کی اور اشعر کو ساتھ جانے کا کہا۔وہ خود نہیں جانا چاہتے تھے کیوں کہ وہ اپنا غصہ کنڑول میں اکثر نہیں رکھ پاتے تھے اور حادی بھی ایسے ہی Temprament کا تھا۔

اشعر اور مسز عمر گھر سے نکل ہی رہے تھے کہ ادیوا بھاگتی ہوئی آئی۔

"ماما......ماما......! مجھے بھی جانا ہے۔پلیز!"

وہ بہت اصرار کر کے ان کے ساتھ چلی گئی۔کچھ ہی دیر بعد وہ لوگ وہاں پہنچ گے۔

سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچے، تو ادیوا اپنے کمرے کے سامنے آکر رک گئی۔ اس کے قدم خود بخود تھم گئے۔

اور کمرے کا دروازہ باقاعدہ کھلا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں نظر آنے والے چینج کو محسوس کر سکتی تھی۔ سب سیٹنگ بدلی جا چکی تھی۔ حیرتوں کے پہاڑ تھے کہ ٹوٹتے چلے جا رہے تھے۔ آگے گئے، تو کچن میں موجود آنٹی کی کزن کی بیٹی سعدیہ کچھ بنانے میں مصروف تھی۔ گھر کی رونقیں تو باہر والوں سے آباد تھیں، پھر کیسے ضرورت محسوس ہوتی کہ ادیو اصفان کو گھر واپس لانا چاہیئے۔ آنٹی نے ان سب کو آتا دیکھ کر انکل کو دوسرے روم میں بھجوا دیا تاکہ وہ کسی بات میں کوئی مداخلت کریں، نہ رائے دیں۔

www.novelsclubb.com

جن گھروں میں فیصلوں کا حق عورتوں کو دیا جاتا ہے، وہ پھر اسی طرح سے اُجاڑ پُجاڑ کرتی ہیں اور جہاں مردوں کی اتنی عزت ہو کہ فیصلوں کے وقت انھیں کمرے سے نکال دیا جائے تو وہاں انصاف کی کیا توقع کی جائے؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ سب اندر جا کے بیٹھے، تو آنٹی کی حقارت بھری نظروں کا نشانہ ادیوا مسلسل بنتی رہی۔

اشعر نے انکل کو بلانے کا کہا، تو وہ قدرے غصیلے لہجے میں بولی۔

"مجھ سے کریں، آپ نے جو بھی باتیں کرنی ہیں۔"

مسز عمر اور اشعر ان کے رویے سے بہت حیران ہوئے۔ ادیوا تو خیر یہ سب رنگ دیکھ چکی تھی، اس لیے اس کے لیے کوئی خاص حیرت کی بات نہ تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بات کرتے۔ آنٹی نے خود ہی بہت غیر متوقع طریقے سے بات شروع کر دی۔

www.novelsclubb.com

"آپ اسے لے جائیں۔ ہمارے گھر میں اس کی کوئی جگہ نہیں ہے۔"

ادیوا پہ تو جیسے کوئی ناگہانی آفت نازل ہو گئی ہو، کوئی آسمانی بجلی اور وہ وہیں جل کے راکھ ہو گئی ہو۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ اشعر نے فوراً پوچھا۔

"آنٹی! میری بہن نے قصور کیا کیا ہے۔ آخر اسے کیسے آپ نے اتنی بڑی بات کہہ دی؟"

"ایک تو یہ ضرورت سے زیادہ معصوم اور امیچور ہے۔ ہمارا گزارا نہیں اس کے ساتھ اور دوسرا ایسی سینسٹو لڑکی کو ہم اپنے گھر میں رکھ کر جان کا وبال نہیں بنا سکتے۔"

"کل تک تو میری معصومیت' میری امیچورٹی کو اس گھر میں میری شخصیت کا مضبوط پہلو سمجھا جاتا تھا آنٹی! اور آج یہی میرے لیے طعنہ بنا کے آپ میرے منہ پر مار رہی ہیں۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ یہ میرے صفان کا گھر ہے۔"

ادیوا روتے روتے اپنی آواز کا ٹھہراؤ برقرار نہ رکھ پائی۔

اشعر اور مسز عمر اس کی حالت دیکھ کر ٹوٹ کر رہ گئے۔ اب مسز عمر اور اشعر ضرورت سے زیادہ نرم لہجے میں استفسار کرنے لگے، مگر صفان کی والدہ نے ایک

www.novelsclubb.com

بھی بات تحمل مزاجی سے نہ کی۔ادیوا سے نہ رہا گیا، تو وہ انکل کو ڈھونڈتی ہوئی باہر کمرے تک آئی، مگر وہ بھی ادیوا کے حق میں فرعون سے کم ظالم ثابت نہ ہوئے۔

ادیوا کسی صورت گھر سے جانے کو تیار نہ تھی۔

جن گھروں کی بنیادوں کو اپنے خون سے سینچا ہوناں! تو پھر وہاں سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔آخر کار فون پر صفان کی بات ادیوا سے کرائی گئی اور اس نے ادیوا کو کہا۔

"تم گھر جاؤ میں وہاں آکر بات کرتا ہوں۔"

اس آس پر وہ واپس آگئی، کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے صفان علی ادیوا کو کبھی اپنی زندگی سے بے دخل نہیں کر سکتا اور اس کے رابطہ نہ کرنے کی وجہ صرف اس کی ناراضگی ہے وہ بھی وقتی طور پر۔وہ ٹھیک ہو جائے گا سب پہلے جیسا ہو جائے گا......ادیوا کے بھرم تھے کہ ٹوٹنے کا نام نہ لیتے......

WWW.NOVELSCLUBB.COM

امیدوں کا بھی کوئی دین ایمان نہیں ہوتا۔ایک دم سے بنتی ہیں اور ٹوٹتی ہیں ان کو جتنا بھی مضبوط کر لو،ان کی قسمت میں آخر کار ٹوٹنا ہی لکھا ہوتا ہے۔چاہے انسان فلک سے چاند توڑ کے رشتوں کی مانگ بھر دے یا چاہے قدموں میں کائنات ڈال دے، جنھیں توڑ کے جانا ہو،وہ دل سے بندھی گرہوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔جسم سے روح سمیت سب کھینچ کے لے جاتے ہیں اور پیچھے رہنے والے خالی آنکھیں لیے امیدوں کی قبروں پہ بین کرتے رہ جاتے ہیں......بس اوراد یوا بے بسی کی انتہا پہ تھی۔

وہ سب واپس آگئے۔اب ادیوا شدت سے صفان علی کا انتظار کرنے لگی۔کچھ ہی دیر بعد گھنٹی بجی اور صفان علی کوریڈور سے ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوا۔عمر حیات نے اسے ویلکم کہا،کیوں کہ گھر کے باقی لوگ تو اسے دیکھنے کے بھی روادار نہیں تھے،جو سلوک اس نے کیا اور کر رہا تھا ادیوا کے ساتھ،اس کے بعد وہ اسی سلوک کا مستحق تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رسمی سلام دعا کے بعد صفان علی ادیوا کے کمرے میں چلا گیا اور ادیوا وہاں پہلے سے ہی اس کی منتظر تھی۔ بھاگ کر اس کے گلے لگنا چاہا، تو صفان علی نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہیں روک دیا۔ انسان میں ظرف ہو تو ہی معاف کر سکتا ہے۔ ایک بات تو واضح تھی، ادیوا جتنا ظرف صفان علی کی فطرت میں تھا ہی نہیں......ورنہ جو تکلیفیں، جو اذیتیں اس نے اپنے لہجے سے، لفظوں سے اسے نوازی تھیں ان کا تو حساب کتاب بھی نہ کیا تھا ادیوا نے...... اگر وہ اپنے حساب کھول لیتی، تو صفان علی کو اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا حق بھی نہ دیا جاتا۔ ادیوا کے بیان سے ہی اس کو سزا سنا دی جاتی، لیکن بات ادیوا کے ظرف کی تھی، جو اس کے رکنے کے اشارے پر سہم گئی تھی، کیوں کہ ادیوا جانتی تھی کہ وہ تذلیل کرنے میں کوئی لحاظ نہیں کرتا اور ادیوا ایک بار پھر سے اس کے ہاتھوں نہیں ٹوٹنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ادیوا! ہماری شادی کو کتنے مہینے ہو چکے ہیں۔ تین سے زیادہ ہو چکے ہیں نا؟ تمھیں نہیں لگتا کہ ہماری انڈرسٹینڈنگ نہیں ہو پا رہی۔ تم میرے ساتھ خوش نہیں، اسی لیے تم نے اپنی جان لینے کی کوشش کی۔"

وہ اپنے سارے رویوں سے یکسر انجان ہو کے ادیوا کو الزام دیتا گیا۔ ہر قصور کی سزاوار ادیوا ٹھہری۔

بدگمانی کی ساری حدیں ٹوٹتی گئیں، جوں جوں وہ بولتا گیا۔

"میں نے اب اپنے اور تمھارے بھلے کے لیے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں اس رشتے کا بوجھ نہیں اٹھانا چاہیے، کیوں کہ ہم دونوں میں ہی اتنی طاقت نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس کا دل چاہا کہ اسی وقت اٹھے اور صفان علی کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دے اور اسے پیار سے سمجھائے کہ وہ بدگمان ہے، بہت بدگمان ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ

کہتی صفان علی اپنی بات مکمل کر کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ وہ عجیب بے یقینی کا شکار تھی۔ بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے گئی اور ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

"صفان! میں آپ کو ایک بات بس ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔ پلیز! میری بات سن لیں۔

اب ادیوا کی بے بسی انتہا پہ تھی۔

صفان علی نے اسے موقع دیا اور وہ بولی۔

"صفان! آپ کو مجھ سے شکایت ہے ناں کہ میں نے وین کیوں کاٹی؟ تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ جب آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمھیں صبح تمھارے گھر چھوڑ آؤں گا۔ صفان! آپ کو پتا ہے کہ ادیوا صفان موت برداشت کر سکتی ہے، لیکن صفان علی سے الگ ہونا نہیں۔ اگر آپ میری وہ غلطی معاف کر دیں، تو میں وعدہ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کرتی ہوں کہ آپ مجھے جیسے رکھیں گے، جہاں رکھیں گے، رہوں گی...... کبھی کوئی گلا بھی نہیں کروں گی......"

اس کے آگے اس وقت ادیوا کسی بھکاری کی طرح محتاج کھڑی تھی۔

یہی فرق ہوتا ہے ایک انسان سے محبت میں اور اللہ سے محبت میں۔ انسان عمر بھر کے گناہ لے کر اللہ کے سامنے ندامت کا ایک آنسو بہاتا ہے اور وہ اس کے وجود کی ساری کرچیوں کو یکجا کر کے اس کی تکمیل کر دیتا ہے۔ جب کہ ایک انسان ایک ایسی خطاء بھی معاف نہیں کرتا جس کی وجہ خود اس کا اپنا رویہ ہوتا ہے۔

اب وہ ہاتھ جوڑ کے صفان علی کے سامنے کھڑی تھی، ایک بات تو طے تھی کہ ادیوا دل ہی دل میں اپنی غلطی پر بہت شرمندہ تھی۔ اسے احساس تھا اس نے واقعہ ہی اپنے اللہ کو بھی ناراض کیا اور اپنوں کو بھی دکھی کیا، لیکن جن حالات سے وہ گزری، اس نے وہی کیا، جو وہ کر پائی۔

www.novelsclubb.com

”صفان! مجھے معاف کر دیں۔اللہ بھی تو ہے نا! ہماری چھوٹی بڑی سب غلطیاں معاف کر دیتا ہے، آپ میری آخری غلطی سمجھ کے معاف کر دیں۔میں وعدہ کرتی ہوں کہ آپ سے جڑے ہر انسان کی ایسے ہی عزت کروں گی، جسے میں آپ کو دیتی ہوں۔“

اور ادیوا جانتی تھی کہ اس نے ہمیشہ سب کو سر آنکھوں پہ رکھا تھا۔

”اب اس سے زیادہ میں اور کیا کہوں صفان! کہ آپ کو مجھ پر یقین آئے اور آپ اسی حق سے مجھے گھر لے جائیں، جس طرح پہلی بار لے کر گئے تھے۔ہاتھ پکڑ کر، محبت سے، مان سے۔“

ابھی وہ اپنی بات ختم کر بھی نہ پائی تھی کہ صفان علی اٹھ کر تیزی سے باہر چلا گیا۔

انسانوں میں کہاں اتنا ظرف کہ وہ کسی کی غلطی معاف کر سکیں۔وہ تو بس ایک چھوٹی سی خطاء کے منتظر ہوتے ہیں، ادھر غلطی ہوئی اور ادھر سزا آپ کا مقدر بنا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دی گئی۔آپ کی ساری محبتیں، ساری قربانیاں خاک میں ملادی جاتی ہیں۔آپ کے وجود سمیت۔

ادیوا تیزی سے اس کے پیچھے بھاگی، تو حادی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ادیوا! سنبھالو خود کو......مجھے مجبور مت کرو......میں اس انسان سے وہ سلوک کروں، جو تم برداشت نہ کر سکو۔ کبھی سوچا ہے ادیوا! کس تکلیف سے گزر رہے ہیں ہم سب؟ مانا کہ تمھاری محبت کے معاملے میں ہمارے وجود بے وقعت ہیں۔ صفان علی کے اونچے مرتبے کے آگے ہم سب تمھیں دکھائی نہیں دے رہے، لیکن ہمارے وجود کو اتنا بھی مت نظرانداز کروادیوا! کہ کل کو تمھیں ہماری ضرورت پڑے اور تمھیں ہمارے مردہ وجود مٹی کے ڈھیلوں سے نکالنے پڑیں اور پھر ہم تمھارے کچھ کام نہ آسکیں......"

حادی کی آنکھیں بھیگتی جارہی تھیں اور وہ اپنی بات مکمل کیے بناہی وہاں سے چلا گیا۔

وہ بوجھل قدموں سے کمرے میں واپس آگئی۔جانے کتنی دیر تک روتی رہی۔اس بات کو پانچ دن گزرے تھے کہ عمر حیات اور مسز عمرادیوا کے پاس آئے۔وہ اپنے کمرے میں کچھ بکس کو ترتیب سے شیلف میں لگا رہی تھی۔

"پاپا......ماما! آئیں ناں بیٹھیں......کیا ہوا آپ لوگ مجھے بلا لیتے۔"

"نہیں بیٹا! کوئی خاص کام نہیں تھا۔بس سوچا تم سے پوچھیں کہ کیا پلان ہے آگے......فارغ ہو اور فارغ ذہن میں الٹی سیدھی سوچوں کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔میں سوچ رہا تھا کہ تم کیلیفورنیا چلی جاؤ اور آؤٹنگ بھی ہو جائے گی۔تمھارا شوق بھی ہے ایسی جگہیں دیکھنے کا۔"

"واؤ پاپا! گریٹ آئیڈیا...... لیکن صفان......؟ پاپا! آپ صفان سے بات کریں گے، تو وہ مان جائیں گے ناں! اور ہم دونوں کو کچھ بریک بھی مل جائے گی۔"

اب عمر حیات ہمت کر کے بھی وہاں زیادہ دیر نہ بیٹھ سکے۔ دونوں پریشان سے دکھائی دے رہے تھے۔ ادیوا کے اس جواب کے بعد دونوں چپ سے باہر نکل آئے اور وہ بیڈ پر بیٹھ کر سوچنے لگی۔ اپنا اور صفان کا ساتھ...... کیلیفورنیا کی خوبصورت گریزی میں حسین لمحے ہوں گے اور وہ کافی دیر خود سے باتیں کرتی رہی۔ آج ڈائننگ ٹیبل پر کوئی موجود نہ تھا۔ جب ادیوا ڈنر کے لیے نیچے آئی، تو سب لوگ لاؤنج میں افسردہ، پریشان حال بیٹھے۔ ادیوا سمجھ نہ پا رہی تھی کہ آخر ہوا کیا ہے۔ اس کے بہت اصرار پر سب نے تھوڑا بہت کھانا کھایا اور اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

www.novelsclubb.com

شاید پریشانیاں اور دکھ بانٹنے کے لیے اپنے کمرے کی دیواروں سے اچھا اور سچا ساتھی کوئی نہیں ہوتا۔ وہ آپ کو ہر ہر کروٹ ٹوٹتے بکھرتے زندگی سے لڑتے دیکھتی ہیں۔ آپ کے سارے راز اپنے اندر جمع کرتی رہتی ہیں۔

ٹھیک اگلے دن ایک پلوڈر آکر عمر حیات کے دروازے کے آگے رکا، تو ادیوا بے اختیار اپنے کمرے کی بالکونی پر آگئی۔ اب ڈرائیور اور واچ مین مل کر اس گاڑی سے سامان اتارنے لگے۔ ادیوا کے قدموں سے جیسے زمین نکل گئی یہ تو وہی سامان تھا۔ اس کے کمرے کا۔۔ اس کا بیڈ اور ڈریسنگ۔ وہ ننگے پاؤں کار پورچ کی طرف بھاگی۔

"ماما......ماما! یہ کیا ہے۔ پلیز کہاں ہیں۔ جلدی آئیں۔"

جیسے کوئی درد کی extreme سے چلا رہا ہو، مگر آواز پھر بھی اتنی دھیمی ہو کہ اپنے آپ کو بھی سنائی نہ دے۔

ادیوا چِلّا چِلّا کر پوچھ رہی تھی۔

”کیوں لائے ہیں آپ لوگ یہ...... کس سے پوچھ کے میرے کمرے سے سامان اٹھایا ہے۔“

وہ اب واقعی اپنے حواس کھو رہی تھی۔

"پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

مصباح مشتاق

قسط 8

وہ اب واقعی اپنے حواس کھو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اتنے میں مسز عمر تیزی سے باہر آئیں۔ پیچھے ہی عمر حیات اور حادی باہر آ گئے۔ مسز عمر نے سامان سٹور روم میں رکھنے کی ہدایت کی اور وہ لوگ ادیوا کو اندر کمرے میں لے آئے۔

"بابا! پلیز......فون کریں صفان کو......اسے پتا بھی نہیں ہو گا کہ یہ ہمارے کمرے کا سامان اس طرح......حادی! پلیز......تم کال کرو۔ کوئی تو فون کرو اس کو۔"

سب سر جھکائے کھڑے تھے اور مسز عمر بار بار اسے گلے لگا کر دلاسے دے رہی تھیں۔

"ماما......! پلیز......آپ پوچھیں ناں۔"

"او کے! کوئی مت کرے......میں خود صفان کو فون کرتی ہوں۔"

اور وہ اپنے کمرے سے فون اٹھانے کے لیے بھاگی کہ اچانک اس کا ہاتھ حادی نے پکڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں ادیوا! اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ بہن کو گلے لگاتا رہا اور آنسو روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

"کیا مطلب...... کیا مطلب حادی! ضرورت نہیں ہے۔ یہ سامان آنٹی نے بھیجا ہو گا۔ مجھے پتا ہے کہ صفان کو تو پتا بھی نہیں ہو گا میں اس کو بتا کر آتی ہوں۔"

"ادیوا! پلیز...... سمجھنے کی کوشش کرو۔ حقیقت کو تسلیم جتنی جلدی کر لیا جائے، اتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔"

"پاپا! کون سی حقیقت؟ آپ لوگ کیا بات کر رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے؟"

"ماما! پلیز...... آپ مجھے بتائیں کیا ہے یہ سب؟"

www.novelsclubb.com

ہزار طرح کے وہم اس کے دل میں آنے لگے۔ کبھی وہ ایک وسوسے تو کبھی دوسرے سے ڈرتی۔

"ادیوا! صفان تمھیں طلاق بھجوا چکا ہے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے لگا اس پر آسمان گر پڑا ہے اور وہ زمین میں کئی سو فٹ دھنس گئی ہے۔

"واٹ......ماما! پلیز...... کہہ دیں......پلیز! کہہ دیں آپ کہ یہ جھوٹ ہے......آپ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔وہ اپنے حق کا استعمال اتنا غلط نہیں کر سکتا۔ماما! وہ اپنی مرضی سے اپنے فیصلے سے مجھے خود سے الگ نہیں کر سکتا......میری ایک غلطی...... ماما! بس ایک غلطی پہ میری پوری زندگی جہنم نہیں بنا سکتا......وہ......"

وہ بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی اور لاک کر لیا۔

پاگلوں کی طرح چیزیں اِدھر اُدھر پھینک کر موبائل ڈھونڈنے لگی۔باہر سب زور زور سے دروازہ بجانے لگے۔

www.novelsclubb.com

ادیوا......ادیوا! خدا کا واسطہ......دروازہ کھولو بیٹا!"

پتا نہیں کون کون کیا کیا کہہ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ادیوا نے کانپتے ہاتھوں سے صفان کا نمبر ملایا اور اس کے فون اٹھاتے ہی ادیوا بولتی چلی گی۔

"صفان! میرا قصور بتاؤ؟؟ کیوں کیا تم نے میرے ساتھ ایسا؟ جب یہ رشتہ ہم دونوں کی مرضی سے جڑا تھا تو ختم صرف تمھارے دستخط سے کیسے ہو سکتا ہے؟ بتاؤ نا! میرا ایک بھی قصور بتاؤ؟"

اگر رونے سے کوئی مرتا تو آج ادیوا کا آخری دن ہوتا، وہ چیخ چیخ کر روئی۔

"بولو صفان علی! بولو کس چیز کی سزا دی ہے...... محبت کرنے کی؟ تمھارے ہر فیصلے کے آگے سر جھکانے کی؟ کتنا مان تھا مجھے تم پر......امیدیں تو اسی دن توڑ دی تھیں جب تم نے میری میرے قصور کے بغیر اپنے گھر والوں کی خوشی کے لیے تذلیل کی تھی۔ جب تم مجھے گالیاں دیتے ہوئے چھت سے گھسیٹ کر کمرے میں پھینک رہے تھے۔ روح تو میری اسی دن کھینچ لی تھی تم نے میرے وجود سے...... مر تو میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسی دن گئی تھی۔ دیکھو! میرا ظرف کہ پھر بھی تم سے محبت میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ تمھیں محسوس نہیں ہونے دیا کبھی......اور تم میری ذرا سی غلطی کے بدلے مجھے اپنی زندگی سے اٹھا کر باہر پھینک گئے۔ واہ صفان علی! واہ......کس بات کا ڈر تھا تمھیں......مرد تو بہادر ہوتے ہیں......تم کیوں اتنے بزدل نکلے......؟ کیا محبت نبھائی ہے؟ اس سے تو بہتر تھا تم میرے خیالوں میں ہی رہتے، میں وہیں تمھیں پوج لیتی۔ تمھاری حقیقت اتنی بھیانک ہوگی، میں نہیں جانتی تھی۔"

وہ روتی چلی گئی......

"صفان! بہادر......یہ بہادری تھی تمھاری کہ ایک بے بس لڑکی کی زندگی اس کی مرضی کے بغیر اس طرح اجاڑ دی تم نے۔ تمھارے لیے یہ لفظ بہت چھوٹا ہوگا، مگر یہی لفظ اگر تمھاری بہن کو اس کا شوہر سنائے، تو تمھیں تب احساس ہوگا......تب ڈرو گے تم اللہ سے۔ تب تکلیف ہوگی تمھیں۔"

وہ چیخ چیخ کر روتی گئی اور بولتی گئی۔

"میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ کبھی بھی نہیں...... تم ہوتے کون ہو میری غلطی پر مجھے سزا سنانے والے؟ جو بھی اذیت دی تھی میں نے...... خود کو دی تھی۔۔ تمھارے سلوک کا بدلہ بھی اپنی ذات سے لیا تھا...... کس لیے برا لگا تمھیں؟"

اتنے میں حادی نے زوردار دھکے سے دروازہ کھولا اور ادیوا دھاڑیں مار مار کر روتی رہی۔ اپنے کمرے کی چیزیں شیلفس سے پھینکتی رہی۔

"ماما! پوچھیں اس انسان سے...... کیوں کیا اس نے میرے ساتھ ایسا۔"

www.novelsclubb.com

سب اسے پکڑتے۔ دلاسے دیتے اور وہ بگڑتی چلی گئی۔

"ماما! میں اس کے پاؤں پکڑ لیتی۔ ماما! میں اس کی ماں کو اللہ کا واسطہ دیتی، تو وہ مان جاتی ناں! ماما! میں ان سب لوگوں کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگ لیتی۔ وہ مجھے کبھی نہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

چھوڑتا......وہ مجھے ایک بار کہتا تو سہی......ماما! وہ مجھے کبھی نہ چھوڑتا۔اللہ نے سارا اختیار مرد کو کیوں دے دیا......ماما! میری مرضی کے بغیر...... مجھ سے پوچھے بغیر ......مجھے پتا بھی نہیں کہ میں اس کی زندگی سے نکل بھی گئی۔ یہ کیسا رشتہ ہے ماما! آپ تو کہتی تھیں کہ میاں بیوی کا رشتہ بہت مضبوط رشتہ ہوتا ہے۔ یہ تو ریت کا محل نکلا ماما! صفان علی نے اپنے کھیلنے کے لیے بنایا اور دل بھر گیا، تو توڑ کر چلا گیا۔ ماما! وہ میرا گھر توڑ کر چلا گیا......ماما! وہ چلا گیا۔"

ادیوا بات کرتے کرتے بے ہوش ہو کر گر گئی۔

"ہوش کر میری بچی۔" مسز عمر روتے ہوئے چلائی۔

"عمر...... عمر! دیکھیں میری بچی کو کیا ہو گیا ہے۔"

عمر حیات پہلے ہی دروازے سے لگے بیٹھے تھے۔

"حادی! ڈاکٹر کو بلاؤ جلدی......"

"ماما! اگر ادیوا کو کچھ ہوا، تو میں اس بے غیرت انسان کو اپنے ہاتھ سے گولی مار کے آؤں گا۔" حادی آنسو پونچھتے ہوئے غصے سے بولتا ہوا باہر چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر نے ادیوا کو نیند کے انجکشن دے دیے۔

"nervous break down ہونے کی وجہ سے اسے مکمل نیند کی ضرورت ہے۔ کوئی ایسی بات نہ کی جائے۔ جو اسے پریشان کرے۔"

ڈاکٹر ہدایت کر کے چلا گیا۔ کچھ دن تک ادیوا ۱۵ سے ۱۸ گھنٹے سوتی رہی۔ جس ٹائم ہوش میں آتی۔۔ خاموشی سے چھت کو گھورتی رہی۔ نہ کوئی الفاظ تھے اور نہ کوئی ایسے دکھ تھے، جو بیان ہوتے تو گھٹ جاتے یا بٹ جاتے۔

سارے کشکول خالی کے خالی رہ گئے۔ نہ ہمدردی کے سکے ملے نہ ترس کی امداد ہوئی۔ ظلم بے شمار تھا جو وافر مقدار میں جھولی میں ڈال دیا گیا تھا اور وہ باقی کی زندگی گزارنے کے لیے بہت تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ادیو اصفان پھر سے ادیوا عمر ہو چکی تھی۔اس خود غرض انسان نے نام بھی دے کر چھین لیا تھا۔

لڑکیاں بھی کتنی پاگل ہوتی ہیں ناں! کاغذ پر جڑے رشتے کی بنیاد پر باپ کا نام ہی اپنے نام سے الگ کر دیتی ہیں۔گھر چھوڑ جاتی ہیں، وہ گھر جس میں پلتی بڑھتی ہیں اور باپ کی شفقت، تو دیکھیں کہ بیٹی کے ناکام لوٹ آنے پر گھر کے دروازے بند نہیں کرتا......کوئی طعنہ......کوئی طنز کیے بغیر پھر سے اپنا نام اس کے نام کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔

اس بات کو پندرہ دن گزر چکے تھے۔ایک دن مسز عمر ادیوا کے کمرے میں آئی۔وہ ویسے ہی بے سدھ لیٹی ہوئی دیواروں کو گھور رہی تھی۔صاف ظاہر تھا کہ سوچ کہیں اور ہے۔

”ادیوا......بیٹا! وہ میں سوچ رہی تھی کہ ہم کچھ عرصہ کے لیے کراچی چلتے ہیں...... تمھارے فیصل ماموں کے پاس۔ کیا خیال ہے تمھارا؟“

”ماما! کیا میں وہ پیپرز دیکھ سکتی ہوں، جو صفان علی نے بھیجے تھے۔“ اس نے کانپتی آواز میں پوچھا۔

مسز عمر کا دل مٹھی میں آگیا۔ ایک دم سے اور وہ اٹھ کے چلی گئیں۔

”ادیوا! یہ ہیں وہ پیپرز۔“ اُنھوں نے ایک لفافہ ادیوا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی ایک پلاسٹک بیگ تھمادیا۔ جس میں ادیوا کی تصویروں کے بے شمار ٹکڑے موجود تھے۔ ادیوا انھیں دیکھتی گئی اور اذیت کے گھونٹ بھرتی گئی۔

پھر ادیوا نے لفافہ کھولا اور پہلی نظر صفان علی کے دستخط پر پڑی...... کس شان سے اُس نے اپنے signature کیے ہوئے تھے......

”واہ......صفان علی......!!!!!“

ادیوا نے پھر طلاق کی وجہ پڑھنا شروع کی، جیسے جیسے پڑھتی گئی، اسے اپنا وجود کسی گہری کھائی میں گرتا محسوس ہوتا گیا...... پہلی لائن میں ہی ذہنی توازن میں خلل لکھا گیا تھا اور آگے وہی immaturity اور اسی طرح کی چار، پانچ اور لائینز، جن کو پڑھے بغیر ہی ادیوا نے کاغذ فولڈ کیا اور لفافے سمیت پاس پڑی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"واقعی ہی صفان علی! تم سے محبت کرنا میرا دماغی خلل ہی تو تھا...... کوئی عقل والی لڑکی کبھی نہ ایسا قدم اُٹھاتی......"

اب وہ خود سے باتیں کرنے لگی دل ہی دل میں تڑپتی رہی۔

"ماما! آپ سے ایک بات پوچھوں؟ میری مرضی کے بغیر طلاق کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ پتا نہیں ماما! میرا دل نہیں مانتا اتنا بڑا رشتہ یکطرفہ کیسے ختم ہو سکتا ہے؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

مسز عمر جانتی تھیں کہ لوکل کنٹونمنٹ آفس سے اُس کے لیے letter ضرور آئے گا، تین ماہ کے اندر وہ چاہے، تو صفان علی کی طلاق مسترد کر سکتی ہے، لیکن وہ کبھی نہیں چاہتی تھیں کہ اُن کی بیٹی کسی زبردستی کے رشتے کو عمر بھر کے لیے اپنے گلے کا ہار بنالے اور ہر روز اذیت سہے۔ وہ چپ ہو گئیں...... بالکل چُپ۔

اب اُسے یہی سوال اُس انسان سے کرنا تھا، جو اس کا جواب دے سکے اور وہ تھا صفان علی......

ادیوا نے شام ہوتے ہی صفان علی کو فون کیا......

"صفان! میرا دل تسلیم نہیں کر رہا ابھی بھی مجھے لگتا ہے کہ میرا رشتہ تم سے ختم نہیں ہوا، مجھ پر ابھی بھی صرف تمھارا حق ہے...... میں ابھی بھی صرف تمھاری ہوں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ادیوا! میں تمھیں طلاق دے چکا ہوں......میں نا محرم ہوں تمھارے لیے......نہ میرا تم پر کوئی حق ہے اور نہ تمھارا مجھ پر......"

"صفان! میرا گناہ کیا تھا؟"ادیوا کی آواز بھر آئی۔"مجھ پر کوئی الزام، کوئی تہمت کچھ تو لگاتے، کوئی جرم تو ثابت کرتے میرا......اس سے تو بہتر تھا صفان! تم میرا ہاتھ پکڑ کر ریل کی پٹڑی پر کھڑا کر دیتے۔ایک ہی دفعہ میں میری جان نکل جاتی......اب جو ہر لمحہ میری روح قبض ہوتی ہے، یہ اذیت میں کیسے برداشت کروں؟"

"وقت ہر زخم بھر دیتا ہے۔ادیوا! move on۔دیکھو! زندگی بہت خوبصورت لگے گی تمھیں......"

"move on؟ تمھارے بغیر......؟ مجھے لگتا ہے جیسے تم نے ہاتھ چھڑا کر میری بینائی چھین کے مجھے دنیا کی بھیڑ میں اکیلا کھڑا کر دیا ہے......مجھے ٹھوکریں لگیں گی......میں گروں گی، ٹوٹ جاؤں گی، تو کیا اُس وقت تم اپنے لیے میرے منہ سے

دعاؤں کی اُمید رکھتے ہو؟ کیا اب ہر دفعہ ظرف اور ضبط میرا ہی آزمایا جائے گا؟ میں تمھیں معاف نہیں کر سکتی...... کبھی بھی نہیں...... یہ بات یاد رکھنا......اللہ کی عدالت میں تم میرے سب سے بڑے گناہ گار ہو گے......میں اپنی ایک ایک ٹھوکر ایک ایک تکلیف کو اللہ کے دربار میں رکھتی جاؤں گی......اور پھر میں بھی تم سے اسی طرح کہوں گی move on safan...”

صفان علی کا دل ایک دم سے اتنا زور سے دھڑکا کہ اُسے لگا سینہ پھاڑ کر باہر آ جائے گا۔

انسان جتنا بھی پریکٹیکل اپروچ رکھتا ہو احساسِ گناہ میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اُسے اپنے ہی قدموں پر منہ کے بَل گرا دے اور انسان پھر نہ اُٹھ سکتا ہے نہ مزید جھک سکتا ہے......کسی لاش کے بوسیدہ ڈھانچے کی طرح زمین میں گڑا رہتا ہے......

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صفان علی کے اندر اب بغاوت کا عمل شروع ہو چکا تھا۔ وہ اپنے ضمیر سے لڑنے کے عمل سے گزر رہا تھا۔ ایک Guilt تھا، جو اُسے اندر ہی اندر کھانے لگا تھا۔ اب اُس کو ادیوا سے معافی درکار تھی اور اُس کے لیے وہ ادیوا کو واپس اُسی stage پر لانا چاہتا تھا کہ وہ اپنے دل سے اسے معاف کر دے، لیکن اس کے لیے ادیوا کے دل میں اپنی ڈوبتی محبت کو پھر سے اُبھارنا تھا۔

انسان اپنا ایک گناہ چھپانے کے لیے دوسرا کرتے ہوئے ذرا نہیں ڈرتا۔ کتنا گر جاتا ہے نا! اپنے پچھتاوں کا بوجھ اُسی انسان پر لاد دیتا ہے، جو پہلے سے ہی اُس کے ظلم کے بوجھ تلے مر رہا ہوتا ہے۔

ادیوا ابھی اُس سے زیادہ دُور نہ جا پائی تھی اور یہ بات وہ جانتا تھا۔ اُسے واپس لانا اور اپنے کیے کی معافی طلب کرنا، صفان علی کے لیے کوئی بڑا مسئلہ تھا ہی نہیں۔ وہ دو بول پیار کے بولتا، تو ادیوا موم کی طرح پگھل جاتی......

ادیوا پر رحم اُسے تب بھی نہیں تھا اور اب بھی نہیں آیا تھا......ابھی بھی وہ انسان بس اپنی ذات کے سکون کا متلاشی تھا......بھلے اس کے بدلے میں ادیوا کی زندگی کانٹوں سے بھر جاتی یا اس کی روح تار تار بکھر جاتی......صفان علی کے پاس رحم نہیں تھا۔

"ادیوا! تم مجھ سے محبت کرتی ہو نا! تو خدا کے واسطے میرا یقین کرو، ہمیں نظر لگ گئی ہے ہم پر جادو کیا ہو گا کسی نے......میں تمھیں یقین دلا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں آج بھی تم سے ویسی ہی محبت کرتا ہوں۔ جیسی میں پہلے کرتا تھا......تم میرا پہلا پیار ہو ادیوا...... تمھاری جگہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا۔ چاہے میری شادی ہو جائے...... بچے ہو جائیں۔ تمھاری کمی مجھے کبھی سکون نہیں لینے دے گی ادیوا! میری ہر خوشی ادھوری ہے تمھارے بعد......"

www.novelsclubb.com

یہ سب باتیں وہ چار ماہ بعد کر رہا تھا۔ شاید اندر کے پچھتاوے نے مزید نظر انداز نہ کرنے دیا ہو، جو سلوک اُس نے ادیوا عمر کے ساتھ کیا تھا......ایک غلطی کے بدلے

عمر بھر کی سزا سنا دی گئی تھی اسے اور غلطی بھی وہ، جس کی وجہ ان سب کے رویے تھے۔

لیکن محبت سچی ہو تو دل توڑ کے جانے والے کی راہ ہمیشہ دیکھتی رہتی ہے نہ اپنے دروازے بند کرتی ہے اُس پہ......نہ اُس کو انکار کی تکلیف سے گزار سکتی ہے......

ادیوا کے دل میں صفان کی محبت جاگنے کا موقع تو تب آتا، جب وہ اس محبت کو دل سے نکال چکی ہوتی......وہ تو وہیں تھی......

صفان کی محبت کا آسیب اُس کے دل کو آسیب زدہ کر چکا تھا اور آسیب زدہ جگہیں اتنی آسانی سے اپنے اثرات سے خالی نہیں ہوتیں۔

ادیوا کی محبت اتنی پاکیزہ اور بے لوث تھی کہ بے نام رشتے کے ساتھ بھی وہ نبھا کرنے کا ظرف رکھتی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

صفان علی ہر دن کے اختتام پر ادیوا سے بات کرتا۔ وہ لوگ کبھی نہیں ملے تھے کیوں کہ جب رشتے اپنی پہچان کھو دیتے ہیں، تو چہروں کی مانوسیت بھی اجنبی لگنے لگتی ہے...... وہ صفان علی کے چہرے کو دیکھنے کی اب خواہش مند تھی بھی نہیں۔

کچھ ہی دن بعد فردوس ماموں کی شادی تھی اور صفان اپنے ماموں کی شادی کی تیاریوں میں بزی رہا۔ کبھی وہ ادیوا سے بات کر پاتا اور کبھی نہیں اور جب بھی نہ کر پاتا، تو ادیوا گھنٹوں اس کے اُسی تصوراتی پیکر سے باتیں کرتی رہتی۔

"صفان! تم نے تو صرف دُکھ کو، خوشی کو محسوس کیا ہو گا۔ میں نے تو ان جذبوں کی تخلیق کا عمل بھی دیکھا ہے...... میں نے تو محبت کو روح میں ڈھلتے اور خون میں تحلیل ہوتے بھی دیکھا ہے۔ جس عمل سے گزر کر روح جسم سے جدا ہوتی ہے...... میں نے تمھاری جُدائی میں ہر روز روح کو اس کرب سے گزرتے دیکھا ہے۔ کون کہتا ہے...... فراموشی ممکن ہے۔ میں نے تو خود کو تمھاری یاد میں پاگل ہوتے دیکھا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے۔شاید صفان! تم نے کوئی انتہا پسند نہیں دیکھا ورنہ تم میری حالت سے ضرور واقف ہوتے......"

کبھی وہ اس سے گلے کرتی......دل ہی دل میں روٹھ جاتی۔

"صفان! تم میرے گروی رکھے خواب لوٹا دو......اب تو میں نے تمھارا قرض سود سمیت چکایا ہے۔جس محبت کو تم سے قرض لے کر میں نے اپنے دل میں غنچے کھلائے تھے،وہ غنچے اب بیابان جنگل بن چکے ہیں......تمھارا قرض ادا ہو چکا ہے......مجھے میرے خواب لے جانے کی اجازت دے دو......ادیوا عمر ٹوٹ گئی صفان علی!"

وہ کئی کئی گھنٹے یوں ہی خود سے باتیں کرتی رہتی......بے مقصد باتیں......

پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

از قلم،، مصباح مشتاق

قسط 9

وہ کئی کئی گھنٹے یوں ہی خود سے باتیں کرتی رہتی......بے مقصد باتیں......

مگر ادیوا کا یقین پختہ سے پختہ ہوتا چلا گیا کہ صفان علی ابھی بھی اُسی کا ہے،اُن کا رشتہ نہیں ٹوٹا اور اس میں قصور جتنا صفان علی کا تھا اتنا ہی ادیوا کا اور سب سے بڑی وجہ ایمان کی کمزوری تھی۔جب اللہ کے فیصلوں کو ہم اپنے فیصلوں سے بدلتے ہیں نا! تو نہ دنیا کے قابل رہتے ہیں اور نہ آخرت کے......پھر انسان ایسے ہی بھٹکتا ہے سرابوں کے پیچھے......اس کی روح ایسے ہی پل صراط پر لٹکی ہوتی ہے۔

اُن کے اس رابطے کو پورے ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور ادیوا کے گھر والے اس بات سے بالکل لاعلم تھے۔ادیوا اب سب میں گھل مل کر رہتی، مگر ضرورت

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سے زیادہ بدل چکی تھی۔اب اس کی ہنسی سے گھر نہیں گونجتا تھا۔اب وہ اشعر اور حادی سے اپنی ضدیں نہیں منواتی تھی۔اب وہ عمر حیات اور مسز عمر سے فرمائشیں نہیں کرتی تھی۔انسان میں بدلاؤ تو آہی جاتا ہے اور وہ بھی خاص کر اُس طوفان کے بعد جو آپ کو بے سروسامان کر جائے۔جب صرف سر کے اوپر آسمان رہ جائے اور پاؤں کے نیچے زمین اور زمین بھی وہ جو کسی بھی وقت آپ کو کھڑے ہونے کے حق سے بھی بے دخل کر دے۔ادیوا اب ایک مسلسل خوف کا شکار تھی، کیوں کہ جس طرح مسز عمر اُس سے آئے دن شادی کا تذکرہ کرتی، ممکن ہے صفان علی بھی ایسی ہی حالت سے گزر رہا ہو۔

کچھ دن بعد ادیوا نے صفان سے ایک انوکھی بات کر دی۔

www.novelsclubb.com

"صفان! مجھے یقین ہے ہماری طلاق نہیں ہوئی۔میں تمھاری زندگی میں ہوں اب بھی بالکل ویسے ہی۔"

صفان سوچ میں پڑ گیا اور پھر ایک دم سے ادیوا کو حلالہ کرنے کا کہا۔

"حلالہ......؟صفان! مجھے اس کے بارے میں علم نہیں ہے......یہ کیا ہے؟ کیا کرنا ہو گا؟"

"ادیوا! میں تمھیں شام میں کال کر کے سمجھاؤں گا کسی مفتی سے پوچھ کر۔"

ادیوا کو جیسے تسلی سی ہوئی اور وہ بے چینی سے شام کا انتظار کرنے لگی۔

اور پھر صفان علی کا فون آ گیا۔

"ادیوا! وہ میں نے پتہ کیا ہے۔۔۔لیکن اس کے لیے تمھیں شادی کرنا پڑے گی کسی اور سے اور پھر تم سے شادی میرے لیے جائز ہو سکتی ہے۔"

www.novelsclubb.com

ادیوا چپ چاپ اُس کی بات سنتی رہی۔

"ادیوا! وہ شادی چالیس دن تک رہنی چاہیے اور تمھارا اُس انسان سے بالکل ویسا ہی رشتہ ہو، جو شرعی لحاظ سے اُس کے تم پر حقوق ہیں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”صفان......!اور جب میں اس کرب سے گزر کر تم تک پہنچوں گی، تو کیا تم مجھے قبول کر لو گے ؟؟“

وہ ایک دم سے بغیر کچھ سوچے بولا۔

”ہاں کیوں نہیں......ادیوا......!“

ادیوا اُس انسان سے یہی جواب expect کرتی تھی۔اتنی ہی تھی اُس کی اوقات، اُس نے تو گرنے کی ساری حدیں پار کر دی تھیں۔ایک بار پھر ادیوا کے لیے ایسا زہر تیار کر کے لایا تھا کہ وہ پینے سے پہلے ہی ایک پل میں کئی سو بار مر جائے۔

”صفان! تم سمجھتے ہو میری محبت کی حد اس حد تک ہے کہ میں اپنی انا، عزت، نفس، تمھارے ہاتھوں لٹوانے کے بعد اب اپنی عزت کی اپنے وجود کی بھی دھجیاں اُڑوالوں اور وہ بھی کسی غیر مرد کے ہاتھوں ؟اتنا نہیں گری تمھاری محبت میں کہ خوشی سے اپنا آپ کسی کو سونپ کر اس عذاب سے گزر کر تم تک پہنچوں۔اُس

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

انسان تک جس نے مجھے اپنے گھر سے بے دخل کر دیا۔ میرا سامان اُٹھوا کے ایسے بجھوا دیا جیسے کوئی وصولی ہونے پر گروی رکھی چیزیں لٹاتا ہے۔ تمھیں یاد ہے اُس سامان میں میری تصویروں کا بھی بیگ تھا اور اس بیگ کے اندر میری تصویروں کے اتنے ٹکڑے تھے کہ جتنے ٹکڑے تم نے میری ذات کے...... میرے وجود کے کیے ہوں گے...... نہیں صفان! اس بار میں اس دلدل کو عبور نہیں کر پاؤں گی۔ اگر میں نے ایک بھی قدم رکھا، تو اندر دھنس جاؤں گی...... پھر چاہے تم اگلے کنارے پر کھڑے میرے منتظر ہی کیوں نہ ہو؟"

صفان اُس کا جواب سُن کر خاموش ہو گیا۔

"تمھیں معافی چاہیے تھی نا...... میں نے تمھیں معاف کیا...... اب میں تم سے رابطہ نہیں رکھ سکتی۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُس کے گناہوں کے کفارے ادیوا بھرنے کو تیار نہ تھی۔ لہٰذا اُس کے بعد اُس نے صفان علی سے رابطہ بالکل ختم کر دیا تھا۔ وہ خود بھی کوئی رابطہ نہ کرتا۔

رابطے ختم ہو جائیں، رشتے ٹوٹ جائیں تو بھی محبتوں کو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ جس طرح یادیں حافظہ پر قابض رہتی ہیں اُسی طرح محبت بھی دل سے دستبر دار نہیں ہوتی۔

ادیوا دن گزارتی رہی۔ کبھی بہت دل گھبراتا تھا تو ماہا کو بلا لیتی اور اُس کے گلے لگ کر جی بھر کر روتی۔ ظاہری بات ہے اندر کا بوجھ وقت پر باہر نہ نکلے، تو انسان دب کر مر جاتا ہے، اسی لیے وہ اپنی باتیں ماہا سے شیئر کرتی تھی۔ اللہ کے بعد وہ تھی، جو اُس کے ہر دن کے آنسو، ہر دن کی اذیت کی گواہ تھی۔

www.novelsclubb.com

اس بات کو ہوئے چھ ماہ ہوئے تھے کہ ادیوا ہر چیز سے گھٹن محسوس کرنے لگی۔ نہ گھر میں دل لگتا نہ باہر جانے کو جی چاہتا۔ ایک خالی پن تھا، جو اس کی روح میں در آیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا اب وہ صفان علی کے ظلم سے زیادہ اُس کی محبت کو یاد کرنے لگی۔ پھر سے وہی کیفیت ہوتی گئی، اس کا دل چاہا کہ وہ رابطہ کرے اس سے، مگر اس کی کہی ہوئی وہ آخری بات ذہن سے جاتی تو ہی وہ کچھ اور کہہ پاتی۔

کبھی کبھی ہم خود اپنے لیے اذیتوں کا سامان کرتے ہیں۔ جان بوجھ کر دوسرے انسان کو اتنا موقع دیتے ہیں کہ وہ کھلونے کی طرح ہمارے جذبات سے کھیلتا ہی رہے۔ جب انسان نے تکلیف کی آخری حد دیکھ لی ہو، تو پھر اور کسی چیز کا خوف اُس کے دل میں نہیں رہتا۔ وہ ہر خطرے میں بے خوف و خطر کود پڑتا ہے جیسے وہ کسی موت کے کنویں کا مداری ہو۔ ادیوا بھی اب موت کے کنویں کی وہی کرتب باز تھی۔ اب کوئی درد کوئی تکلیف بھی آجائے، اُس کو متاثر نہیں کر سکتی۔

www.novelsclubb.com

ادیوا مسز عمر کے کمرے میں آئی۔

"ماما! مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں بیٹا! بولو۔"

ادیوا اس طرح کبھی نہیں آئی تھی، اس لیے اُنہیں ذرا تشویش ہوئی۔

"ماما! آپ مجھے ذکیہ پھوپھو کے پاس امریکا جانے کی اجازت دے دیں۔ میں کچھ عرصے کے لیے یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں۔ میرا دم گھٹتا ہے اس ہوا میں سانس لینے سے۔"

"کیوں کہ ان ہی ہواؤں میں وہ بھی سانس لیتا ہے۔"

دھیرے سے دل میں خود سے کہہ کر ادیوا اب اپنے جواب کی منتظر تھی۔

مسز عمر کو اُس کے جانے سے اعتراض نہیں تھا۔ مگر اس حالت میں جانے سے اُن کا دل بہت خوفزدہ تھا۔ پچھلے دو سالوں سے وہ کوئی بیس رشتے ٹھکرا چکی تھی، کیوں کہ یہ حقیقت ہے انسان وہی جگہ کسی دوسرے کو دیتا ہے، جو پہلے سے خالی ہو......

www.novelsclubb.com

جہاں یادوں کے، کدورتوں کے آسیب بستے ہوں، وہاں سے لوگ ڈرتے ہیں، وہاں بس نہیں سکتے اور ادیوا کا دل بھی وحشت زدہ تھا۔

”ادیوا! میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ اگر تم نے جانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے نا! تو ایک بات یاد رکھنا...... تم سات سمندر پار تو کیا کسی غیر دریافت شدہ جزیرے پر بھی چلی جاؤ نا! تو بھی جو ویرانیاں تم اپنے اندر اُتار چکی ہو، وہ تمہیں ایسے ہی بے چین رکھیں گی بہتر ہے کہ کہیں بھی جانے سے پہلے تم اپنی روح سے سارے بوجھ اُتار کر جاؤ......“

جن ویرانیوں کو آپ رُوح کا بوجھ کہہ رہی ہیں ناماما! وہ میرے لیے میری آخری پناہ گاہ کی طرح ہیں۔ مجھے دنیا میں آپ کسی بھی نئے رشتے کا پابند کر دیں، مجھے چاہے آپ کسی راجا کی سلطنت کی رانی بنا دیں، میری میت کو بھی تاج محل جیسا مقبرہ بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نصیب ہو جائے ناماما......! تو بھی میری روح تب تک بھٹکتی رہے گی جب تک مجھے انہی ویرانیوں میں سپردِ خاک نہ کیا گیا۔یہی میرا آبائی قبرستان ہیں۔"

کاش کہ ادیوا یہ سب ماں سے کہہ بھی سکتی......وہ تو بس اُن کی باتوں کے جواب میں بس یہ کہہ پائی۔

"جی......ماما!"

عمر حیات کی پوری فیملی کے پاس امریکا کے پانچ سال کے ویزے لگے ہوئے تھے، اس لیے ادیوا کو ویزے کے لیے اپلائی نہیں کرنا پڑا۔

ادیوا کی صبح ۳ بجے کی فلائیٹ تھی۔وہ رات ۱۲ بجے ایئرپورٹ پر پہنچ چکی تھی کیوں کہ ماما اُس سے وہیں ملنے آرہی تھی سب سے مل کر اور خوب تسلیاں دے کر ادیوا اندر لاؤنج میں آچکی تھی۔

www.novelsclubb.com

اب جیسے جیسے اس کے جانے کا ٹائم قریب آرہا تھا اس کا دل پھر سے اپنی پرانی پناہ گاہوں کے لیے تڑپنے لگا۔ اُسے صفان علی سے دُور جانے کے خیال نے اس حد تک کمزور کر دیا کہ اُس نے پھر اُس کو فون کر دیا۔ ادیوا کا نمبر سکرین پر دیکھتے ہی وہ فون چھت پر لے آیا اور ادیوا کی آواز اس وقت سن کر وہ بھی کچھ پریشان سا ہو گیا۔

”سب ٹھیک ہے نا......“

پتا نہیں کبھی وہ شخص اتنی پرواہ کرتا کہ لگتا بس دنیا میں ایک وہی ہے جو ادیوا کا مخلص ہے اور کبھی سفاک ظالم......

”صفان! میں جا رہی ہوں یہاں سے۔“ ادیوا بھری سی آواز میں بولی۔

”ادیوا! ضروری نہیں کہ ہمارا وہ رشتہ نہیں بن سکا، تو ہم کوئی واسطہ نہ رکھیں، دیکھو......! ہم دوست بن کر بھی تو رہ سکتے ہیں نا!“

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کسی کمزور اور ناکام مرد کا آخری جملہ شاید یہی ہوتا ہے۔ ورنہ وہ مرد ہی کیا جو مجبوریوں میں آ کر کسی بے بس عورت کے گلے میں طلاق کا طوق پہنائے اور پھر اس کو اپنی ذات کے علاوہ کچھ دیکھنے کے قابل نہ چھوڑے۔

مجبور تو بس محبت ہوتی ہے اور وہ بھی ادیوا کی محبت جو بار بار ادیوا کو اسی کے آگے کشکول دے کے بھیجتی ہے جو خود قابلِ ترس ہے۔ جس کے پاس دینے کو محرومیوں اور سزاؤں کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں۔

آج کیلیفورنیا میں ادیوا کو پانچواں دن تھا۔ ذکیہ پھوپھو کے دو بیٹے تھے جو نیو یارک settled تھے ان کی شادیاں ان کی مرضی سے ہوئی تھیں اور جاب کی وجہ سے وہ کیلیفورنیا بھی کم ہی آ پاتے۔

www.novelsclubb.com

ادیوا اگر گھر بیٹھتی، تو شاید اُن ہی سوچوں کے ہاتھوں ویسے ہی اذیت کا شکار رہتی، اس لیے اُس نے زبیر انکل کے ویئر ہاؤس میں کام شروع کر دیا۔ وہ اکاؤنٹس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ڈیپارٹمنٹ ہینڈل کرتی۔ادیوا کی اکاؤنٹینگ Grip قدرے Strong تھی کیوں کہ اس کی specialization اسی میں تھی۔

کچھ ہی دن میں وہ آفس کا سارا کام سمجھ گئی۔وہیں آفس میں accountant وقار،ادیوا سے بہت متاثر ہوا۔پہلے دن سے ہی وہ جس انداز سے کام کرتی کبھی ادھر ادھر دھیان نہ جاتا،اُسے کون دیکھ رہا ہے،کون کیا بات کرتا ہے،کیا سوچتا ہے۔

اس کے بارے میں وہ ہر چیز سے بے خبر ہوتی،اگر کوئی چہرا تھا،تو وہ صفان علی کا......

اُسے یوں لگتا کہ جیسے وہ جہاں سے گزرے گی وہ بس کہیں نہ کہیں سے اُسے دیکھ رہا ہو گا۔اتنی شدت سے اُس کی موجودگی محسوس کرتی کہ دل چاہتا بس وہ سامنے آ جائے......وہ جہاں کہیں ہے بس آ جائے۔

www.novelsclubb.com

ادیوا اور صفان کے بیچ ایک بار پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا۔وہ گھنٹوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہتے۔ادیوا کے دن کی پوری ڈیٹیل صفان علی کو پتہ ہوتی......ادیوا کو کچھ خبر ہی نہیں ہوتی تھی کہ آس پاس بھی کوئی دنیا بستی ہے۔وہ کام ختم کر کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک پارک میں جا کر بیٹھی رہتی۔اُسے سوچتی،اُسی کو اپنے ارد گرد کے ہر منظر میں ڈھونڈتی اور پا بھی لیتی......وقار اُسے نا چاہتے ہوئے اوبزرو کرتا رہتا۔کچھ تو الگ تھا ادیوا میں،جو وہ اُس کی شخصیت کی طرف کھینچا چلا آتا تھا۔

ضروری تو نہیں ہے کہ خوشیوں کے نور سے ہی چہرے روشن ہوں کبھی کبھی کچھ دکھ بھی آپ کو اتنا سنوار نکھار دیتے ہیں کہ آپ کا چہرہ لوگوں کی بھیڑ میں چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگتا ہے۔آپ کی ذات الگ ہی دِکھائی دیتی ہے۔

یہ تو بات حقیقت ہے کہ جب کسی بے گناہ بے قصور کو سزا دی جاتی ہے،تو اس میں اللہ کی طرف سے اتنی روشنی بھر دی جاتی ہے کہ وہ اس تاریک دنیا میں چاند ستارے کی طرح ہی چمکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

جانے کتنے ہی لوگ ادیوا کی شخصیت سے متاثر تھے۔مگر وہ صفان علی جیسے سراب کے پیچھے بھٹک رہی تھی۔بے منزل راستوں پر چلنا اُسی طرح اذیت دیتا ہے جس

WWW.NOVELSCLUBB.COM

طرح آپ کو پتا ہو کہ اگلا سانس آپ کا آخری سانس ہے، پر پھر بھی لاکھ کوشش کے باوجود آپ وہ سانس لینے سے خود کو روک نہیں پاتے۔صفان علی بھی ادیوا کے لیے وہی آخری سانس کی طرح تھا، جسے اگر وہ روکتی، تو بھی موت یقینی تھی اور اگر لیتی تو بھی۔

آج اُس کا دل بہت اُداس تھا۔ وہ صفان علی سے بات کرتے جانے کتنی بار روئی تھی۔ وہ اس کو نہ اپنی زندگی میں شامل کر سکتا تھا اور نہ اس کی زندگی سے جا سکتا تھا۔ عجیب امتحان تھا دونوں پر۔

”ادیوا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ جنت میں اللہ سے تمھارا ساتھ ہی مانگوں گا۔ وہاں تم میرے ساتھ رہو گی۔“

www.novelsclubb.com

ادیوا دل ہی دل میں تڑپ کر رہ گئی۔

”تم تو میرا اس دنیا میں ساتھ نہیں دے پائے صفان......! وہاں کیا دوگے اور تم نے سوچ کیسے لیا کہ تم مجھے اللہ سے مانگو گے اور وہ مجھے پھر سے تمھارے ہاتھوں ٹوٹنے کے لیے تمھیں ہی سونپ دے گا؟ انسان ناانصافیاں کرتے ہیں، اللہ نہیں کرتا......“

ادیوا کو اِسی طرح چھ ماہ گزر گئے۔ وہ گھر سے جاب اور اس کے بعد کچھ دیر پارک میں صفان سے بات کرکے واپس گھر......بس یہی تھیں اُس کی مصروفیات۔

مسز عمر نے ادیوا سے فون پر بات کرتے ہوئے اس کی خیریت دریافت کرنے کے بعد پھر سے شادی کے موضوع پر بات کی، تو ادیوا نے ضروری کام کا بہانہ کرکے فون بند کر دیا۔ کیا کرتی وہ اُس کی حالت کوئی بھی سمجھ نہ پاتا شاید۔ اگر وہ کسی کو بتاتی بھی تو۔

ایک دن وہ پارک میں بیٹھی تھی کہ وقار آکر اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اُس سے بیٹھنے کی اجازت لینے لگا۔ادیوا نے کہا۔

"کیوں نہیں......بیٹھیے!"

اور خود اُٹھ کر چل پڑی۔

وہ پیچھے بھاگا۔

"ادیوا! پلیز......میری بات تو سن لیں۔"

وقار صاحب! اگر آفس کے علاوہ کوئی بات ہے، تو وہ میں نہیں سنتی اور اگر آفس سے متعلق کچھ کام ہے، تو اس پر کل آفس میں ہی بات کریں گے۔"

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ادیوا! پتا نہیں کیوں مجھے آپ کی شخصیت میں ایک عجیب سی کشش، کوئی گہرائی سی محسوس ہوتی ہے۔ میں جتنا آپ سے بچنے کی کی کوشش کرتا ہوں، اتنا ہی دماغ آپ کے بارے میں سوچتا ہے۔"

"وقار صاحب! میں آپ کی عزت کرتی ہوں۔ مہربانی ہو گی، اسے قائم رہنے دیں اور ویسے بھی میں یہاں اپنے شوہر کی کال کا انتظار کر رہی تھی......"

ادیوا خود کو اسی انسان کے سائے تلے محفوظ کر لیتی، جو اسے زندگی کی تپتی دھوپ میں جل جانے کو چھوڑ گیا، جب بھی اسے کوئی غیر سائے اپنی طرف جھکتے محسوس ہوتے، وہ خود کو صفان علی کے سراب میں محفوظ سمجھنے لگتی...... بھلا سراب بھی کبھی محافظ ہوتے ہیں...... وہ تو بس بھٹکاتے ہیں۔

اس کے بعد وقار نے ایک بھی اور بات نہ کی اور یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا......

"میں معذرت خواہ ہوں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ادیوا اُسے جاتا ہوا دیکھتی رہی کہ اچانک اُسے خیال آیا کہ صفان کو کال کرنے کا ٹائم ہو چکا ہے۔اس نے پاکستان فون ملایا، تو صفان نے کہا۔

''میں مصروف ہوں......بعد میں بات کروں گا۔''

عجیب سی اُکتاہٹ تھی اُس کے لہجے میں، ادیوا سمجھ نہ پائی۔ خیر گھر آ گئی۔ کچھ دیر ذکیہ پھوپھو اور زبیر انکل کے ساتھ وقت گزار کر وہ بالکونی میں چلی گئی اور صفان کو فون کیا۔

کافی دیر بیل جانے کے بعد اُس نے فون اٹھایا اور بہت ناگواری سے بولا۔

''تمھارا مسئلہ کیا ہے ادیوا! تم کیوں مجھے سکون سے رہنے نہیں دیتیں۔ نہ جینے دیتی ہو......میری سعدیہ سے منگنی تھی آج اور وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہے......وہ بھی تمھارے آگے ہاتھ جوڑنے کو تیار ہے کہ ہماری زندگی سے نکل جاؤ پلیز! اور جو تم نے محبت محبت کی رٹ لگائی ہے نا! تو سُن لو کہ محبت تو اُسی دن ختم ہو گئی تھی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

میرے دل سے تمھارے لیے جس دن تم نے میری ماں سے بد تمیزی کی تھی اور اپنی رگیں کاٹیں۔ میں تو تمھاری خوشی کے لیے تم سے بات کرتا رہا...... لیکن اب مزید نہیں...... میری نئ زندگی شروع ہو رہی ہے اور چھایا آنٹی امی کی بہنوں کی طرح ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ سعدیہ کو کوئی بھی دُکھ ہو کبھی...... یہ میرا ظرف تھا کہ میں تم سے اتنے سال بات کرتا رہا......"

ادیوا کو ایک پل کے لیے لگا کہ وہ محض اک سراب نہیں تھا وہ اُس سے بھی بڑا گور کھ دھندا تھا۔ وہ ایک ایسی بھول بھلیاں میں تھی کہ جس کا ہر راستہ بند تھا اور اس کا ہر چور راستہ اندھے کنویں کی طرح تاریک تھا...... وہ اندر بھٹکے گئ، روئے گئ مگر وہ گور کھ دھندا اسے مزید اُلجھائے گیا، اُسے صحیح راستے پر آنے دے گا اور نہ صحیح راستے کا سراغ بتائے گا۔

"صفان علی! تو میرا یہ قصور بھی ہے کہ میں تمھاری ماں کے خاندان میں سے نہیں ہوں، کیوں کہ مجھے دکھ دیتے ہوئے تمھارے گھر کے کسی ایک بھی انسان کو فرق

WWW.NOVELSCLUBB.COM

نہیں پڑا......آج تمھیں سعدیہ کی فکر ہو گئی اللہ غارت کے ایسی لڑکیوں کو جو اپنے گھر بسانے کے لیے دوسرے کے گھروں کے ٹوٹنے کی منتظر ہوتی ہیں......اُن نئے گھروں کی تہوں میں پرانے ٹوٹے گھروں کا ملبہ بھی ہوتا ہے......اپنی نئی بیوی کو یہ بات ضرور بتا دینا کہ اُس کے نئے گھر کی تہہ سے، ملبے تلے دبے مکینوں کی سسکیاں اور آہیں سنائی دیں نا! تو بھی گھر چھوڑ کر نہ جائے......یہاں قبضہ کرنے والے تاک میں ہوتے ہیں۔اور کیا کہا تم نے صفان علی......! تمھارا ظرف تھا......واہ...... تمھارا ظرف ہی تو دیکھ رہی ہوں میں اب تک......یہ تمھارا ظرف ہی ہے کہ میری زندگی پل صراط سے گزر رہی ہے......میں آبلہ پا ہوتے ہوئے بھی کہیں ٹھہر نہیں سکتی...... شل کر دیا ہے تم نے میری آوازوں کو......میری صدائیں بھی گونگی ہو گئی ہیں......تم ظرف کی بات کرتے ہو؟......تو مجھے دیکھو زندگی کے دشت میں تنہا سفر کیا ہے۔تھک کے ٹوٹی بھی تو اجنبی ہاتھ نہیں تھامے میں نے...... تمھارے جتنا ظرف میرا ہوتا، تو میرے ارد گرد بھی بہاریں ہوتیں......کہیں میلے، تو کہیں

www.novelsclubb.com

شہنائیاں سنائی دیتیں۔ یہ جو میری زندگی کی بے رونقی ہے...... یہ تمھارے ظرف کے ہی کمالات ہیں۔ تم نے تو میرے ساتھ وہی سلوک کیا صفان علی! جو لوگ لاوارثوں کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن تم شاید جانتے نہیں کہ میرا وارث ہے۔ اللہ ہے میرا وارث اور اب میرا وارث ہی تم سے میرے ساتھ کیے گئے سلوک کا حساب لے گا، اب تم سے میرے مالک کے کٹہرے میں ہی بات ہو گی، اسی دن ہو گا انصاف...... صفان علی! آج تم آخری بار بات کر رہے ہو ادیوا عمر سے...... آج کی تاریخ کہیں لکھ لو اور یاد رکھنا...... احساسِ ندامت اور احساسِ گناہ دونوں کا بوجھ ہی روح پر بھاری ہوتا ہے...... اگر احساسِ گناہ کا ادراک ہو جائے، تو ندامت کا احساس اپنے آپ ہونے لگتا ہے۔ انسان وہ سب بھی سننے لگتا ہے، جو اُس کے ضمیر نے اُس سے کہا بھی نہیں ہوتا......"

www.novelsclubb.com

وہ روتی ہوئی بس بولتی چلی گئی......

پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

مصباح مشتاق

قسط10

وہ روتی ہوئی بس بولتی چلی گئی......

"تمھیں پتہ ہے صفان علی! کسی کو زندہ در گور کرنے کے برابر ہے کہ آپ اُس کی دل شکنی کریں اور ایک بار نہیں بار بار کریں۔ کبھی تم نے سوچا ہے صفان! کہ بار بار تمھارے ہی ہاتھوں تذلیل کیوں کرواتی ہوں، کیوں کرچی کرچی ٹوٹا دل جوڑ کے پھر سے تمھارے ہی ہاتھوں میں دیتی ہوں؟ جب کوئی اپنا آپ ہمیں کھلونے کی

www.novelsclubb.com

طرح سونپتا ہے نا! تو اس کے مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے وقوف ہے...... دراصل وہ اپنی محبت کو کندن بنا دیتا ہے آپ اپنا جلا جلا کے...... تم نے بھی میری محبت کو کندن بنا دیا ہے صفان! اور اب یہی کندن تمھاری روح پر ٹپکتا رہے گا ایندھن بن کے......احساسِ ندامت میں جلو گے تم ایک دن......اور ہاں آیندہ کسی کی اتنی ہی ہتک کرنا کہ جو بعد میں احساسِ گناہ نہ بنے......ورنہ پچھتاوے عمر بھر کے روگ بنتے دیر نہیں لگتی......صفان علی!"

دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ شاید وہ کسی سکتے میں تھا یا فون سائیڈ پر رکھ چکا تھا، لیکن ادیوا نے بس آخری جملے بولے اور فون بند کر دیا۔

"صفان علی! میں تمھیں وہ سب معاف کر سکتی تھی، جو تم نے اپنا یک طرفہ فیصلہ مجھ پر مسلّط کیا تھا، لیکن میں تمھیں یہ تین سال کبھی معاف نہیں کروں گی، جو تم نے مجھے جھوٹی محبت کا یقین دلانے میں لگائے......مجھے یہی کہتے رہے کہ اگر میں کسی اور سے شادی کروں، تو تمھیں دکھ ہو گا، تم hurt ہو جاؤ گے، کتنے خود غرض

انسان نکلے تم......میں نے تو اپنے لیے تنہائیاں چُن لیں، پر تمھیں یہ دُکھ نہیں دیا۔"

اب ادیوا کے ضبط کی حد ختم ہو گئی تھی......وہ ٹوٹ گئی تھی ایک بار پھر......اور آج وہ ایسے روئی تھی جیسے صفان علی نے آج اُسے اپنی زندگی سے بے دخل کیا ہو......

ادیوا کو صفان علی کی طلاق آج سنائی دی تھی۔ تین سال اُس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے رُسوائی ہاتھ آئی بس......

اگلے دن ہی ادیوا نے پہلی فلائٹ لی اور پاکستان واپس آگئی۔

صفان علی کا آسیب جاچکا تھا۔اُس کے دل سے اب اُس آسیب کے اثرات کا عمل رہ گیا تھا۔وہ اُس کے اثرات کو زائل کرنے کی ناکام کوششوں میں تھی۔دو سال کا مزید عرصہ پاکستان واپس آکر اُسے پل پل خود سے لڑنا پڑا......

☆☆☆

"ادیوا! چلو بیٹا! جلدی سے ریڈی ہو جاؤ...... تمھارے ماموں کی فلائیٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

فلائٹ لینڈ ہونے کے کچھ ہی دیر بعد شجاع ماموں اپنی فیملی کے ہمراہ باہر آئے، تو آگے عمر حیات کے سب گھر والوں نے اُن کا بہت پُر تپاک استقبال کیا۔ عنائیہ، ہانیہ دونوں ہی بہت decent لگ رہی تھیں، باپردہ اور بالکل الگ سی چمک اُن کے چہروں پر تھی۔ ذریاب شجاع بہت ہی مودب طریقے سے عمر حیات اور مسز عمر حیات سے پیش آیا۔ اشعر اور حادی کے ساتھ بالکل سلجھے ہوئے انداز میں بات چیت کرتا رہا، اُسے دیکھ کے لگتا ہی نہیں تھا کہ مغربی ملک میں رہتے ہوئے اُس نے وہاں کی ثقافت اور طور طریقوں کا کچھ رتی برابر بھی اثر اپنی شخصیت پر ہونے دیا ہو۔ اس کی عینک کے پیچھے چھپی آنکھوں میں اتنی حیا تھی، جیسے کہ ایک مرد کی آنکھوں میں ہونی چاہیے۔ نظر کا چشمہ اُس کے چہرے پر ایسے سوٹ کر رہا تھا، جیسے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اُس کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہو۔ سب سے رسمی ملاقات کے بعد وہ ادیوا کی طرف متوجہ ہوا، جو عنائیہ اور رہانیہ سے باتوں میں مصروف تھی۔

"السلام علیکم......ادیوا! کیسی ہیں آپ؟"

وہ ادیوا کو جن نظروں سے دیکھ رہا تھا، اُس سے صاف صاف عزت اور تکریم کی جھلک نمایاں تھی۔

"جی ذریاب! میں ٹھیک ہوں کیسا رہا آپ کا سفر؟"

"الحمد اللہ! کرم ہے اللہ کا......بہت اچھا رہا سفر۔ حالاں کہ بہت long flihght تھی، مگر you can see we all are fresh"

www.novelsclubb.com

ادیوا مسکرائی اور پھر سب گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایئرپورٹ سے عمر حیات کا گھر مشکل سے بیس منٹ کی ڈرائیو پر تھا۔

ناشتہ کرنے کے بعد مسز عمر نے سب کو ان کے کمرے دکھائے اور پھر وہ لوگ کچھ دیر آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ عنائیہ اور ہانیہ کا کمرہ ادیوا کے روم کے سامنے تھا جب کہ ذریاب حادی کے روم میں ایڈجسٹ ہو گیا تھا۔ شجاع ماموں اور ممانی کو گیسٹ روم کے ساتھ والا بیڈ روم دیا گیا، جو کہ اشعر کے روم کے ساتھ تھا۔

ادیوا صبح جلدی اٹھی تھی، تو اس لیے وہ بھی جا کر لیٹ گئی۔ ویسے بھی وہ مشکل سے ایک گھنٹہ بھی نہیں سو پائی تھی۔ رات کا جاگنا تو اب جیسے اُس کی قسمت میں لکھا جا چکا تھا۔

ادیوا کا کمرا چوں کہ بالکل کارنر پر تھا، اس لیے وہ سب سے زیادہ تاریک تھا۔ وہاں پردے ہٹا کے بھی روشنی نہ ہونے کے برابر اندر آتی۔ باقی کچھ اندھیرے اُس کے اپنے پھیلائے ہوئے تھے۔ خیر وہ مزید اندھیرے کے لیے لائٹ آف کر کے لیٹ گئی۔ اتنا اندھیرا تھا کہ کمرے میں کیا چیز کہاں ہے، کچھ اندازہ ہی نہ ہوتا تھا بالکونی ذرا سائیڈ پر تھی اور اس کے آگے پردے اتنے بھاری تھے کہ روشنی کی ایک جوت تک

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اندر داخل نہ ہو سکتی تھی۔ شام ہوئی، تو عنائیہ ہلکی سی دستک کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

"ادیوا! اتنے اندھیرے اتنے سناٹے سے ڈر نہیں لگتا تمھیں؟ کیسے نیند آجاتی ہے اپنے کمرے کو قبر بنا کر تمھیں؟ توبہ ہے میرا تو دم گھٹنے لگا ہے ادیوا...... ! کچھ تو زندگی کے آثار رہنے دو اپنے ارد گرد......"

اور عنائیہ نے فوراً لائٹ جلا دی۔

"آپی! آپ کو پتا ہے کہ قبرستان تاریک سنسان کیوں ہوتے ہیں؟ کیوں کہ ان کے اندر لاشیں دفن ہوتی ہیں بے جان لاشیں...... اکثر ویسے ہی قبرستان ہماری اپنی چھوٹی بڑی غلطیوں کے نتیجے میں ہمارے اندر بھی دریافت ہو جاتے ہیں اور پھر اس قبرستان میں ہم اپنی آرزوئیں دفناتے ہیں اور کچھ آرزوؤں کو تو اتنی بھیانک موت آتی ہے کہ کفن بھی نصیب نہیں ہوتا...... وہ آرزوئیں بھٹکتی رہتی ہیں ہمارے

اندر......اور مر دے بھٹکتے رہیں، تو سناٹے کہاں رہتے ہیں آپی! میرے اندر کی رونق سے تو آپ واقف ہی نہیں ہیں۔"

"اور آپی! کیا واقعی ہی بظاہر نظر آنے والے اندھیرے کے پیچھے آپ کو اس آگ سے نکلتی روشنی دکھائی نہیں دیتی......جو میری روح کے جنگل کو جلا کے راکھ کر رہی ہے؟؟ کیا آپ کو واقعی ہی اندھیرا محسوس ہوتا ہے میرے آس پاس؟"

اب وہ دل ہی دل میں اپنے آپ سے مخاطب تھی۔

"آپی! یہ اندھیرا یہ سناٹے میری قبر کی پہچان ہے۔آپ میرے کمرے سے فاتحہ پڑھ کے گزر جایا کریں۔اندر آئیں گی، تو واقعی ہی دم گھٹ جائے گا آپ کا......کیوں کہ مردوں کی دنیا میں زندہ لوگ واقعی ہی سانس نہیں لے سکتے......"

وہ اندر ہی اندر خود سے مخاطب تھی کہ عنائیہ کی آواز نے اُسے چونکا دیا۔

"ادیوا! تمھیں پتا ہے کہ تمھیں اس حال میں دیکھ کر ہم سب کو تکلیف ہوتی ہے۔ پانچ سال کی سزا کوئی چھوٹی سزا نہیں ہوتی اور تم نے کس بنیاد پر زندگی کو روک دیا ہے.....جب تمھیں پتا ہے کہ تم بے قصور تھی، پھر نہ کردہ خطا کی سزا دی گئی ہے

......

(کبھی بھی سزائیں نہ کردہ گناہوں کے نتیجے میں نہیں دی جاتی۔ کہیں نہ کہیں رتی برابر سہی ہمارا اپنا بھی قصور ہوتا ہے)۔

تم اپنے ساتھ تو وفا کرو، اپنا آپ تو خود کو سونپ دو۔ پتا ہے اپنی ذات کا سہارا بھی بہت بڑا سہارا ہوتا ہے۔ انسان ٹوٹ پھوٹ کے عمل سے گزرتا ہے، تو آخر میں اپنی کرچیاں خود سمیٹ سکتا ہے پھر سے، کسی بے فیض سہارے کی چاہ نہیں رہتی پھر۔"

ادیوا سب کچھ چپ چاپ سنتی رہی۔ عنائیہ کو اُس کا صرف وہ دُکھ پتا تھا، جو پانچ سال پہلے صفان علی نے میڈل کے طور پر اُس کو نوازا تھا۔ عنائیہ اُس سے یکسر لا علم تھی، جو مسافت اُس نے تین سال اور اُسی سراب کی آرزو میں کاٹی......اُسے تو خبر تک نہیں تھی کہ ادیوا کی روح کے گھاؤ سالوں کیا صدیوں پر بھی محیط ہوتے، تو بھی ایسے ہی تازہ رہتے جیسے حادثہ کو ہوئے ابھی ایک ہی دن گزرا ہو۔

"آپی! آیئے......لان میں واک کرتے ہیں۔" اس نے بات بدل کے کوئی اور موضوع شروع کرنا چاہا۔

"او۔کے! ٹھیک ہے، لیکن میرے خیال سے مغرب کا ٹائم ہو رہا ہے۔ چلو! پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

ادیوا نے اسبات میں سر ہلایا۔ ادیوا مشکل سے فجر کی نماز پڑھتی تھی۔ وہ بھی اگر اُس کا دل چاہے تو......

عنائیہ اور اس کے گھر کا ایک ایک فرد پانچ وقت نماز کا پابند تھا۔پرورش اچھی ہو، تو اُسے کسی کے ثبوت یا گواہی کی ضرورت نہیں پڑتی۔وہ خود اپنا آپ محسوس کرواتی ہے۔مسز عمر اور عمر حیات دونوں نماز کے پابند تھے، مگر ان کے بچے اس لائن سے ذرا ہٹ کے مرضی کے مالک تھے۔

رات کے کھانے کے بعد سب لاؤنج میں موجود تھے کہ ممانی نے سب کے لیے تحائف نکالے اور اشعر، حادی اور ادیوا کو دیے۔ادیوا کے لیے ایک اسلامک کیلی گرافی کا canvas تھا جس پر قرآن پاک کی بہت خوبصورت آیت اُردو ترجمے کے ساتھ بہت ہی خوبصورت انداز میں لکھی ہوئی تھی۔آرٹسٹ کا ہنر اور قرآن پاک سے محبت صاف صاف دکھائی دے رہے تھے جس خوبصورتی سے اس کی شیڈنگ کی اور کلر کنٹراسٹ منتخب کیا گیا تھا......وہ سب بہت خوبصورت تھا۔

ان اللہ مع الصابرین

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اور بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

"ادیوا......بیٹا! میں چاہتی ہوں کہ آپ اسے اپنے کمرے میں لگاؤ۔آپ کے روم میں میں نے کبھی کوئی قرآن پاک یا کوئی اسلامی شیلڈ اور فریم نہیں دیکھے۔ایسی چیزیں گھر میں لگانے سے برکت رہتی ہے۔"

"جی ممانی! میں آج ہی لگاتی ہوں بہت اچھا canvas ہے۔ thank you very much."

اب ادیوا، عنائیہ اور ہانیہ ادیوا کے روم میں بیٹھی گپ شپ میں مصروف تھیں۔وہ دونوں اپنے کالج اور یونی ورسٹی کے قصّے سنانے میں مصروف تھیں کہ اچانک حادی اور ذریاب اندر آئے۔

www.novelsclubb.com

"ارے بھئی! ہم لوگ وہاں بور ہو رہے ہیں اور آپ لوگ یہاں ہو۔ that's not fair۔" حادی گلا کرنے لگا۔

"تو آپ لوگ بھی تشریف رکھیں نا!" عنائیہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

اب وہ دونوں آپس میں باتوں میں مصروف ہو گئے اور ادیوا، ہانیہ سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔ ادیوا کا بولنے کا، بات کرنے کا انداز اتنا اچھا تھا، اتنا دھیما، دیکھنے والا اور سننے والا دونوں ہی محصور ہو جاتے۔

ذریاب شجاع نا چاہتے ہوئے بھی ادیوا کو دیکھتے رہنے پر مجبور ہوتا گیا۔ کچھ بات تھی کچھ الگ تھا اس میں، اُس کے چہرے کا پُر نور ہونا، اُس کے لہجے کا شائستہ پن، اس کی آنکھوں کی حیاء...... سب کچھ ہی تو سحر انگیز تھا۔

کبھی کبھی کچھ چیزیں ہمارے اختیار سے بہت دُور جا کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ہماری پہنچ سے کہیں دور...... اور ایسے ہی جذبات ذریاب شجاع کے تھے۔ ادیوا کے لیے...... جنھیں وہ اپنے اختیار میں لانے کی سر توڑ کوشش میں تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اگلے دن سب کا پلان تھا کہ شام کی چائے کے بعد lake view park کا وِزٹ کیا جائے۔ کھانے کے بعد ادیوا، عنائیہ اور ہانی کے ساتھ اوپر کمرے میں آ گئی۔ ہانیہ شام کے لیے کوئی ڈریس منتخب کرنے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"ادیوا! ظہر کی نماز پڑھ لی؟؟"

عنائیہ اُس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"جی آپی! پڑھتی ہوں......"

"پڑھتی ہوں نہیں......ابھی وضو کر کے آؤ۔ میں بھی آ رہی ہوں آج میں نماز تمھارے روم میں پڑھوں گی۔"

www.novelsclubb.com

ادیوا نے وضو کیا اور نماز پڑھی......اُسے ٹھیک سے یاد بھی نہیں تھا کہ اُس نے پورے چار فرض پڑھے بھی ہیں یا نہیں......کیوں کہ اُس کا دھیان نماز کے دوران ہی صفان علی کی طرف چلا گیا تھا اور پھر وہ بس سجدے کر رہی تھی۔ جانے کس کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

خیال میں، گمان میں تھی۔ یہ سب عنائیہ دیکھ رہی تھی۔ وہ اچھی طرح واقف تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور ادیوا کس مرحلے سے گزر رہی ہے۔

اب ادیوا نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور گم صم ہو گئی کہ اچانک عنائیہ کی آواز آئی اور وہ چونک گئی......

"اصل تنہائی تو اب تم پر آئی ہے ادیوا......! دیکھو اپنے خالی ہاتھوں کو...... تمھیں تو حرفِ دعا بھی یاد نہیں......پورے دن کی نمازوں کا کوئی ایک بھی لمحہ ایسا بتاؤ جس میں تم نے اپنے رب کو سجدہ کیا ہو اور وہ تمھیں تمھارے سامنے محسوس ہوا ہو۔ تمھارے دل کو سکون ملا ہو کہ ہاں وہ ہے تمھیں سنبھالنے کے لیے......وہ ایک لمحہ بتاؤ جب تم نے خود کو اللہ کے حوالے کیا ہو؟ تم نے اپنا رب بھی گنوا دیا ایک انسان کی محبت کے پیچھے ادیوا......! تمھارے رکوع، سجود اللہ کی محبت سے خالی ہو گئے ہیں۔ تمھارا دل بت پرست ہے، تمھارے سجدے اللہ کے آگے اور دل اس سفاک انسان کی محبت کے لیے تڑپتا ہے۔ ادیوا! کس منہ سے اللہ کے آگے ہاتھ

WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھیلائے بیٹھی ہو۔اپنی عبادتوں کا قبلہ تو درست کرو......اپنے دل سے دنیا کی خواہشیں تو نکالو......"

وہ بولتے جارہی تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں ادیوا! مجھے تمھاری اس حالت سے بہت تکلیف پہنچی ہے۔"

اُس کی آواز بھر آئی......

"اور میں تمھیں اس حال میں نہیں دیکھ سکتی......"

وہ اُٹھ کے کمرے سے فوراً چلی گئی......

ادیوا کا دل چاہا کہ وہ زور زور سے روئے، اتنا روئے کہ اس کی آنکھوں سے صفان علی کی محبت کے خواب ریزہ ریزہ ہو کر بہہ جائیں......وہ بھاگ جائے کہیں دُور کسی جنگل کسی ویرانے میں......زور زور سے پکارے اپنے رب کو اُسے واسطے دے، اُس سے کہے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے اپنا سہارا دے دے اے اللہ...... !اے اللہ !میرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے......"

محبت بھی کتنی عجیب چیز ہوتی ہے نا......ہوتی بھی ہے تو اپنے ہی جیسے بے بس انسانوں سے...... جنھیں نہ نباہ کا پتا،نہ وفا کا......

عنائیہ کی باتیں اُس کے ذہن میں آکر ایسے ہی قابض ہو گئی تھیں جیسے اُنھیں ادیوا کی مرضی کی بھی پرواہ نہیں،ادیوا انھیں اپنے ذہن میں رکھنا بھی چاہتی ہے یا نہیں۔ وہ باتیں ذہن کے ہر پنہاں خانوں میں جا کر چھپ گئی تھیں،جو وقفے وقفے سے باہر آتیں اور اپنے ہونے کا احساس دلا کر پھر چھپ جاتیں۔

جب کوئی سوچ اس طرح سے آنکھ مچولی کھیلتی ہے نا!تو وہ تب تک ذہن سے نہیں جاتی جب تک وہ ذہن نشین نہ ہو جائے۔وہ زبردستی کا قبضہ نہیں چاہتی،وہ اپنے

www.novelsclubb.com

پورے مقام اور رُتبے کے ساتھ خود کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کرتی ہے اور پھر وہ مطالبے تو ہر حال میں ماننے پڑتے ہیں جن کا تعلق ہمارے ذاتی سکون سے ہو۔

lake viewسب نے ہی بہت انجوائے کیا اور ذریاب ادیوا سے مسلسل باتیں کرنے کی کوشش کرتا رہتا، وہ کسی چھوٹی سی بات میں بھی ہاں، نہیں کر دیتی، تو وہ اسی میں خوش ہو جاتا۔

اگلے دن ماہا کا فون آیا اور اس نے ادیوا کو گھر آنے کا کہا۔ اُس کے گھر میں کوئی درس و تدریس کی محفل تھی کچھ دن بعد، اس سلسلے میں اسے ادیوا کی ہیلپ چاہیے تھی۔

ادیوا نے مسز عمر سے جانے کی اجازت لی اور انھوں نے عنائیہ کو ساتھ لے جانے کا مشورہ دیا۔ عنائیہ کا حادی کے ساتھ شاپنگ پہ جانے کا پلان تھا، اس لیے وہ ادیوا کے ساتھ نہ جا سکی۔ مسز عمر نے ذریاب سے ادیوا کو ماہا کی طرف ڈراپ کرنے کو کہا اور وہ خوشی سے راضی ہو گیا۔

زریاب شجاع کی عادتیں بالکل عام لڑکوں سے مختلف تھیں۔ایک تو وہ کام کی بات کرتا اور بلاوجہ frank ہونے کی کوشش نہ کرتا۔اس کی face reading اچھی تھی،اس لیے وہ اندازہ لگا لیتا کہ اگلا بندہ اس سے بات کرنے میں کتنا انٹرسٹڈ ہے۔ادیوا کے معاملے میں وہ اور بھی زیادہ محتاط ہو جاتا،کیوں کہ وہ اسے خود سے بیزار ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔وہ دل میں اس کے لیے جو بھی جذبات رکھتا تھا،اُنھیں ادیوا تک پہنچانے کی کبھی کوششیں نہ کرتا،ویسے بھی جذبات میں سچائی ہو،تو محسوس اپنے آپ ہو جاتے ہیں۔

وہ ظہر کی نماز ادا کر کے گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا اور ادیوا کا انتظار کرنے لگا۔

ادیوا میں اس دن عنائیہ کی باتوں کے بعد ایک change آیا تھا کہ وہ نماز باقاعدگی سے پڑھنے لگی۔کوشش کرتی تھی کہ دھیان اِدھر اُدھر نہ بھٹکے،کبھی اُسے کامیابی ملتی اور کبھی وہ ناکام ہو جاتی۔

جب دل سال ہا سال تاریکیوں میں گھرے رہے ہوں، تو ان کے اندر کی کالک اترنے میں کچھ وقت تو لگتا ہے۔

ذریاب ادیوا سے ڈائریکشن پوچھ کر ڈرائیو کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ ایک دم سے گاڑی سائیڈ پر روک کر تیزی سے باہر نکلا۔ ادیوا چونک کہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی سمجھ نہ پائی کہ ہوا کیا ہے؟ کچھ ہی دیر میں وہ ایک بلی کا بچہ اٹھائے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے سے انتہائی پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ وہ بلی کا بچہ درد کی شدت سے مسلسل چیخ رہا تھا۔

"ادیوا! یہ دیکھو اس کی leg frecture ہے۔ اگر آپ کو دیر نہیں ہو رہی، تو میں اسے پہلے کسی pet ڈاکٹر کے ہاں لے جاؤں؟ پتا نہیں کیسے ظالم لوگ ہیں تکلیف چاہے انسان کی ہو یا کسی بھی اور جاندار چیز کی انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ اُس کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا کہ کون تھا، جو اس کی یہ حالت کر گیا۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ادیوا اُس کی یہ حرکت دیکھ کر بہت متاثر ہوئی۔ کچھ ہی دیر بعد ذریاب نے ادیوا کو ماہا کی طرف ڈراپ کیا اور واپس چلا گیا۔

ادیوا اب ماہا کے ڈرائنگ روم میں تھی۔ ماہا شاید کسی کام سے قریبی سپر مارکیٹ تک گئی ہوئی تھی۔ ادیوا قریب ہی پڑی بک شیلف سے کتابوں کا جائزہ لینے لگی۔

اس کی نظر ایک کتاب پر پڑی، جو کہ غالباً شاعری کی کتاب تھی۔ "اُس نے کہا تھا الوداع" وہ نام پڑھ کر خود کو نہ روک پائی اور بک اٹھا کر پڑھنے لگی۔

سنُو!

تم کتنے خوش قسمت ہو نا......

www.novelsclubb.com

محبت کو ٹھکرا بھی دو تو......

کسی کے خواب جلا بھی دو تو......

دھوکا دے دو

WWW.NOVELSCLUBB.COM

رستہ بدل لو......

ہاتھ چھڑا لو

دامن بچا لو

ہنستا بستا دل کسی کا

چپکے سے تم بنجر کردو

پتھر کردو آنکھ میں آنسو

کسی کی دنیا کھنڈر کردو......

سنُو!

تم کتنے خوش قسمت ہو نا......

تم یہ سب کچھ کر سکتے ہو

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیکن

کچھ بد قسمت بھی ہیں

وفا کر کے بھی

نبھا کر کے بھی

جو خالی ہاتھ

اور خالی دامن

صحرا صحرا بھٹک رہے ہیں

دل سے روح تک تڑپ رہے ہیں

خوشیوں کو ترس رہے ہیں

سنو!

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

تم تو بہت ہی خوش قسمت ہو نا

بس اتنا گر سکھا دو ان کی

اتنی ترکیب بتا دو ان کو

کسی کے دل کے ٹکڑے کر کے

کیسے سکوں سے سو سکتے ہیں

برباد کر کے کسی کی دنیا

کیسے ہم خوش ہو سکتے ہیں......

اُسے لگا جیسے یہ نظم اُسی کے لیے لکھی گئی ہو۔ لیکن اُس کا ذہن اسی ایک لائن کے بیچ الجھا ہوا تھا۔

''پتھر کر دو آنکھ میں آنسو''

www.novelsclubb.com

پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

مصباح مشتاق

11آخری قسط

"پتھر کردو آنکھ میں آنسو"

کیا حقیقت تھی کیا معانی تھے ان لفظوں کے...؟بظاہر تو یہ ظلم کرنے والے سے ہی ایک فریاد تھی۔اگر شاعری کے مفہوم سے دیکھا جاتا تو.... مگر اس کا ایک اور مطلب بھی ہو سکتا تھا......وہ ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ ماہا آ گئی...ادیوا نے بک واپس شیلف میں رکھی اور پھر ماہا سے باتیں کرتے کرتے وقت کا احساس ہی نہیں

www.novelsclubb.com

ہوا۔ جن معاملوں میں ادیوا کی ہیلپ درکار تھی، وہ اس نے کی اور پھر ماہا سے اجازت لی۔ دو دن بعد اس کے گھر درس کی محفل تھی اور ادیوا کو ماہا نے خاص طور پر مدعو کیا تھا۔

ادیوا میں وقت کے ساتھ خوشگوار تبدیلیاں آرہی تھیں، مگر وہ جو اُس کا سب سے بڑا مسئلہ تھا، وہ وہیں کا وہیں تھا۔ وہ اکثر اداس ہو جاتی۔ جب بھی کچھ یاد آتا اور پھر اُٹھ کر واپس کمرے میں آجاتی۔ مسز عمر نے عنائیہ سے خاص طور پر کہا۔

"بیٹی! پلیز اسے کچھ سمجھاؤ... پانچ سال کا عرصہ بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے۔ اس نے جیسے جیسے جو جو سلوک اپنے ساتھ کیا، ہمارا کلیجہ جلتا رہا۔ مگر اس کی ہر بات کو مان لیا۔ اس نے کتنے اچھے اچھے رشتے ٹھکرائے۔ میں تڑپ کر رہ جاتی ہوں، اس کی یہ حالت دیکھ کر، لیکن بہت ہی بے بس ہوں میں۔ کہاں سے لاؤں وہ خوشیاں، جو اس کے چہرے کی رونق اس کی ہنسی کی وہی کھنک لوٹا دیں۔"

مسز عمر اکثر یہ باتیں کرتے کرتے بے تحاشا رونے لگتیں۔ عنائیہ تسلی دیتی۔

"اللہ پر بھروسا رکھیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاءاللہ!"

کبھی کبھی کوئی دوسرا کتنی بھی کوششیں کر لے، انسان کو حقیقت کا ادراک تب تک نہیں ہوتا کہ جب تک وہ خود اپنے ہاتھوں سے عارضی اور دنیاوی محبتوں کے بت دفنا نہیں دیتا۔ اس کے دل کو اُجالے تب ہی عطا کیے جاتے ہیں، جب وہ اپنے دل میں ہی اپنے سب سے عزیز بت کو نظرِ آتش کرتا ہے اور عنائیہ یہ بات بہت اچھی طرح جانتی تھی کہ ادیوا کو خود اپنے لیے اُجالے کرنے ہیں۔ کوئی دوسرا اس کے بت کدے تک رسائی نہیں رکھتا۔

"ادیوا! تم اپنے کمرے میں ہو اور میں تمھیں پورے گھر میں ڈھونڈ کے آئی ہوں۔"

"عنائیہ آپی......آپ نے کیوں زحمت کی مجھے پورے گھر میں ڈھونڈنے کی، جب کہ آپ جانتی ہیں کہ میرا کمرا ہی میرا گھر ہے۔میں جب بھی ملوں گی یہیں ملوں گی..."

ادیوا! ایک بات پوچھوں؟"

"جی آپی! پوچھیں نا، آپ اجازت لے کر بات کب سے کرنے لگی؟"

"ادیوا! تمھیں پتا ہے ہمیں انسان نہیں توڑتے، ہمارے بھروسے توڑتے ہیں ہمیں اور پھر ایک ہی انسان پہ بار بار بھروسا کیوں؟"

ادیوا قدرے محتاط انداز میں حیرت سے اُنھیں دیکھنے لگی، حالاں کہ ادیوا نے کبھی share نہیں کیا تھا کہ اُس نے صفان سے تین سال بعد بھی رابطے رکھے تھے......

"کیا مطلب ہے آپی! آپ کا؟"

"یہ جو اس کی محبت تم ابھی تک دل میں رکھ کے بیٹھی ہو، یہ بھی بھروسا ہی ہے نا..."

"آپی! لیکن میں نے اُس کی اب کبھی خواہش نہیں کی..."

"میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا ادیوا! جو محبت آپ کے دل میں تکلیف پانے کے بعد بھی رہ جاتی ہے نا! وہ آپ کے دل کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ جو اس وقت اپنا ٹھکانا بدل کے آپ کے لاشعور میں آجاتی ہے اور لاشعور کی باتیں عام حالت میں ظاہر نہیں ہوتیں...... جس دن وہ شخص تمھارے سامنے آیا اور تم نے خود میں ذرا بھی جھکاؤ محسوس نہ کیا، اس کی طرف تمھارا دل مائل نہ ہوا، تو سمجھ لینا اب وہ تمھارے لاشعور سے بھی نکل گیا ہے اور تمھارے ظاہر و پوشیدہ جذبات سے بھی اور ویسے بھی...انسان مرتا مر جائے، لیکن کبھی بھی اُن سہاروں پر بھروسا نہ کرے، جو کئی بار اُس کی بنیادوں کو ہلا چکے ہوں...دھوکا دینا کچھ لوگوں کے خون میں شامل ہوتا ہے۔ وہ ہر بار نیا روپ دھار کے پرانے عزائم کے ساتھ آپ کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

زندگی میں آتے ہیں اور آپ کی سب سے کمزور بنیادوں سے اپنے مشن کا آغاز کرتے ہیں۔انسان کو اپنے واحد سچے کھرے اور مستقل سہارے کی پہچان جتنی جلدی ہو جائے، اچھا ہے، کیوں کہ اللہ ہی ہے، جو ہماری زمین بوس بنیادوں کو مضبوط سے مضبوط کرتا ہے۔میری باتوں پر غور کرنا ادیوا! باقی میں تو دعا ہی کر سکتی ہوں تمھارے حق میں...“

اور عنائیہ ادیوا کو پھر سے گہری سوچ میں چھوڑ کر اس کے کمرے سے چلی گئی...

ادیوا کا دل جیسے خون کے آنسو رو رہا تھا۔جس طرح انسان بے بس ہو جاتے ہیں نا! اُسی طرح دل بھی بے بسی محسوس کرتے ہیں۔خاص کر جب وہ اپنے اندر کی تاریکیوں میں گھٹ رہے ہوں اور پھر بھی اپنے لیے اُجالے نہ ڈھونڈ پائیں۔

کبھی کبھی سب کچھ ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہوتا ہے، مگر ہم جان بوجھ کر انجان بنے رہتے ہیں، کیوں کہ ہم اپنے کمفرٹ زون سے نکلنا نہیں چاہتے۔

ہم روز کی تکلیف سہہ لیں گے، لیکن ذرا سی کوشش سے اُس تکلیف کی جڑیں نہیں کاٹیں گے۔

”نئے روپ دھار کے پرانے عزائم کے ساتھ ہماری زندگی میں آتے ہیں......“

ادیوا اس ایک بات کی تہہ تک اترتی گئی......ناچاہتے ہوئے بھی صفان علی کے عزائم کا موازنہ کرنے لگی۔

”ہم دوست بن کر تو رہ سکتے ہیں نا...!“

اُس کا نیا روپ۔

حقیقت کھلنی ہو، تو کبھی کبھی زیادہ وضاحتوں کی ضرورت نہیں پڑتی......اپنے آپ کڑی سے کڑی ملتی ہے اور یہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کہ وہ اُسے اُس بینائی سے نوازتا ہے، جو دل میں لگے زنگ اور اس کالک کو بھی دیکھ لے، جو انسان اپنے بل بوتے پہ کبھی نہیں دیکھ سکتا۔

www.novelsclubb.com

اگلے روز ادیوا، عنائیہ کے روم میں آئی۔

"آپی! کل کا کوئی پلان ہے آپ کا؟؟"

"نہیں ادیوا...! پلان تو جو بھی ہو گا، تمھارے ساتھ ہی ہو گا۔"

"او۔کے! تو پھر ٹھیک ہے، کل آپ میرے ساتھ ماہا کی طرف جا رہی ہیں۔ اُن کے گھر درس کی محفل ہے اور کوئی بہت بڑی اسلامک سکالر آ رہی ہیں۔"

"اچھا دیٹس گریٹ......! میں تو ضرور چلوں گی۔ علم جہاں سے بھی ملے، لے لینا چاہیے اور وہ بھی دین کا علم ہو، تو اس سے اچھا کچھ ہو نہیں سکتا۔ ہم تو پہلے ہی اللہ سے دور ہیں، ہمیں ہمارے مذہب کے بارے میں اتنا نالج نہیں ہے۔ دنیاوی مسئلے ہم سے جتنے مرضی پوچھ لو......"

www.novelsclubb.com

ادیوا دل ہی دل میں سوچنے لگی۔

آپی ! آپ نماز تو دل سے پڑھتی ہیں۔ میرے سے تو لاکھوں درجے بہتر ہیں۔ مجھے تو نماز بھی سکون سے نصیب نہیں ہوتی۔"

شام ہوئی اور کھانا کھانے کے بعد سب آئس کریم کھانے صدر نکل گئے۔ ادیوا کی ہنسی سے وہ دُکھ کا دباد با سا شوراب کافی کم محسوس ہونے لگا تھا...... وہ پھر سے سب کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے لگتی، مگر اکثر کچھ چیزوں کا ذکر آتے ہی اُسے بالکل چپ لگ جاتی جیسے کہ اُس دن حادی کے منہ سے مخصوص coffee chain کا ذکر سنا، تو ادیوا پھر سے اپنے کمفرٹ زون میں چلی گئی۔ اپنی ذات کے گرد کھینچے دائروں سے ایک تو باہر آتی نہیں تھی اور اگر آجاتی، تو واپس جانے کی رفتار اتنی تیز ہوتی کہ لگتا اب وہ کبھی نکلنے کی ہمت نہ کرے گی...... ذریاب اس کے ایک ایک اتار چڑھاؤ کو بہت خاموشی سے محسوس کر رہا تھا۔ جیسے وہ خود کو ہر اس چیز کے ذکر سے روکنے کے لیے تیار کر رہا ہو، جو اس کے چہرے کی مسکراہٹ چھین کے لے جاتی ہے۔ پتا نہیں کیوں، لیکن وہ ادیوا کو بہت خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ شاید کچھ خواہشوں کا آغاز بے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

بنیاد ہی ہوتا ہے، وہ بغیر کسی وجہ کے دل میں آتی ہیں اور بغیر کسی بنیاد، کسی وجہ کے کسی بڑی عمارت کی طرح تعمیر ہونے لگتی ہیں۔ ذریاب شجاع اس عمارت کی تعمیر تو کر رہا تھا، مگر ساتھ ساتھ اس عمارت کے گرنے کا بھی خدشہ تھا، لیکن وہ اللہ پر یقین کے معاملے میں بہت مضبوط تھا۔ اُسے اچھی طرح خبر تھی، اللہ چاہے، تو ایسی کئی عمارتوں کو ہوا میں معلق رکھے اور کبھی گرنے نہ دے...... وہ چاہے، تو بے بنیاد ہی ایک ایسی دنیا تعمیر کر دے، جس میں ادیوا کی ساری حسرتوں کا مداوا ہو، جس میں اس کی ہر ہر ٹھوکر کے بدلے پھولوں کے باغ اگا دے، جس میں اس کی آنکھ سے بہتے ہر آنسو کو وہ اس کی زیست کے صحرا میں آبشاریں بنا دے۔

وہ تو اللہ ہے نا......! جو چاہے کر دے......

www.novelsclubb.com

حادی اور ذریاب، ادیوا اور عنائیہ کو ماما کی طرف ڈراپ کر کے گھر واپس آئے تو آگے ادیوا کی شادی کا ذکر چل رہا تھا۔ مسز عمر، شجاع ماموں اور اُن کی وائف سے ادیوا کے موجودہ رشتوں کا ذکر کر رہی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

”بھائی صاحب! کیا بتاؤں......ایک سے ایک رشتہ اس لڑکی نے ٹھکرایا ہے۔ پتا نہیں کیوں نہیں سمجھتی۔ لڑکیوں کی عمریں نازک ہوتی ہیں، نکل جائے، تو پھر پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ہاتھ آتا۔“

ذریاب شجاع نے کہا۔

”پھوپھو! ایسے ہی خواہ مخواہ فکر کر رہی ہیں آپ......اللہ پر بھروسا رکھیں......کامل بھروسا۔“

”بیٹا! بھروسا تو ہے۔“

”پھوپھو! وہ کامل بھروسا نہیں ہوگا پھر، کیوں کہ جو کامل بھروسا ہوتا ہے نا......! سب سے پہلے آپ کے اندر سے وسوسے دور کرتا ہے اور پھر اس مخصوص چیز کے حوالے سے آپ کے دل میں ایسی لاتعلقی بھرتا ہے کہ اس کا وجود تک آپ کی زندگی سے مٹا دیا جاتا ہے، جب تک کہ وہ مسئلہ حل ہو کر آپ کے سامنے نہ آجائے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور پھر آپ کو یاد آتا ہے......اوہ، اچھا! یہ تو وہی مسئلہ تھا جس کے لیے میں نے اللہ پر کامل بھروسا کیا تھا......اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ آپ کا بھروسا کامل ہے؟''

مسز عمر لاجواب ہو گئیں اور سب ذریاب کو بہت محبت سے دیکھنے لگے، کیوں کہ وہ انتہائی عاجز اور شریف لڑکا تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ بہت ذہین بھی۔

اب وہ ہانیہ اور حادی کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہو گیا۔

درس کی محفل قرآنِ پاک کی تلاوت سے شروع ہوئی تھی اور اب کچھ دیر نعت خوانی ہوئی اور پھر ڈاکٹر شاہدہ اپنے بیان کے لیے مائیک پر تشریف لائیں۔ اُن کی شخصیت اتنی متاثر کن تھی، کوئی روشنی سی جیسے اپنی طرف کھینچتی ہو۔ ان کی آنکھوں میں نہایت شفقت تو دِکھائی دے رہی تھی اور ساتھ ساتھ ایک ایسا اثر تھا، ایسی مقناطیسی قوت کہ ان کے لفظوں کے لیے بھی دھیان کی سب کھڑکیاں کھل

www.novelsclubb.com

رہی تھیں۔ جس انداز سے وہ دیکھ رہی تھیں ادیوا کو لگا کہ شاید وہ اُسی سے مخاطب ہیں، مگر یہ بات وہاں بیٹھی شاید ہر عورت کو محسوس ہو رہی تھی۔ اب اُنھوں نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

"السلام علیکم!

مجھے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر اندھیرا کیسے ہو سکتا ہے؟ ہمارے اندر تو اللہ کی محبت ہے۔ ہم تو مسلمان ہیں۔ ہم تو روشن دل والے ہیں۔ پانچ وقت اپنے رب کے آگے سجدہ کرنے والے۔ ہمارے اندر تاریکی نہیں ہے۔

بس اتنی بات مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی۔ اللہ سے محبت ہے اور اُس کے بنائے ہوئے بندوں سے نہیں؟ یہ کیسی محبت ہوئی کہ کسی کا حق چھین کر، خون بہا کے، لوٹ مار کر کے، اپنے مفاد کے لیے دھوکا دے کے، ہم ذرا بھی ندامت محسوس نہیں کرتے۔ اللہ کی محبت کا اقرار کرتے ہوئے۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم صرف دعوے دار ہیں محبت کے، ہم عمل سے خالی ہیں اور اسی لیے ہمارے اندر گھپ اندھیرا ہے۔ ہم اللہ سے محبت کے دعوے کو وہاں وہاں پورا کرتے ہیں، جہاں ہمارا اپنا مفاد ہے... یہ مشروط محبت ہے فائدے سے مشروط۔

اللہ کی محبت حقیقی معنوں میں جن کے اندر ہے، وہ خالی اس کے دعوے دار نہیں۔ ان کے عمل بتاتے ہیں کہ یہ ہیں اللہ والے۔ ان کے دل روشن ہیں۔

اور ہمیں اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ ہمیں محبت کے مفہوم کو سمجھنے کی ضرورت ہے، ہم خالی خولی دعوے دار ہیں بس...

سر تو چاہے پانچ وقت اُس کے آگے جھکا لیتے ہیں مگر دل! کیا دل جھکتا ہے؟ کیا اللہ کو ایک بار بھی ایسے تلاش کیا، جیسے دنیاوی محبتوں کو تلاش کرتے ہیں۔؟؟؟؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کسی انسان سے محبت کے دعوے میں ہم پھر کھرے نکل آتے ہیں۔ مگر اللہ سے محبت کے دعوے میں محض جھوٹے...پکے منافق ہیں ہم۔"

ادیوا کے ذہن پر یہ باتیں مسلسل ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھیں...وہ بالکل اُسی کرب کو محسوس کر رہی تھی، جو جسم سے روح کے نکلنے سے ہوتا ہے۔اس کی روح پر بھی ندامت کے کوڑے برس رہے تھے کہ اچانک عنائیہ نے ایک سوال اُٹھایا۔

"ڈاکٹر صاحبہ! اگر نماز پڑھ کے بھی بے سکونی ہو اور نماز میں بھی دل نہ لگتا ہو، تو اس کی کیا وجہ ہے؟"

ادیوا جانتی تھی کہ یہ سوال خاص کر اُسی کے لیے اُٹھایا گیا ہے۔اب وہ جواب کی منتظر تھی۔

www.novelsclubb.com

"پھر پہلے آپ اپنے دل کے سکون کی وجہ تلاش کریں۔دیکھیں کہ جہاں وہ سکون محسوس کرتا ہے، وہ اللہ کے بتائے ہوئے قاعدے قانون کے خلاف تو نہیں اور اگر

دونوں ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں، تو پھر آپ خود فیصلہ کریں کہ آپ کو انتخاب کس کا کرنا ہے۔اللہ کے قاعدے قانون کی خلاف ورزی کر کے نمازوں میں سکون ڈھونڈنا بالکل ایسے ہی ہے کہ ڈاکٹر کی دوا استعمال کیے بغیر شفاء کی اُمید رکھنا۔میں آپ کو مزید سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں۔"

سوال عنائیہ کا تھا مگر ڈاکٹر شاہدہ کی نظریں ادیوا عمر پر تھیں اور وہ نظریں اتنی شدید تھیں کہ اُسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کے اندر کی کیفیت اور اُس کی نمازوں میں بے سکونی کی وجہ جانتی ہیں۔وہ جان گئی ہوں کہ جیسے اس سوال کے جواب کی ضرورت ادیوا کو ہے۔اُن کی نظریں اُس کی روح کے آر پار تھیں۔

"کیا کبھی آپ نے روحوں کا تڑپنا، چیخنا سنا ہے؟روحوں پہ عذاب کا ذکر پڑھا ہو گا... کبھی تجربہ ہوا؟اپنی نمازوں کے اوقات کسی انسان کی سوچوں میں بیتائے ہیں؟ یقین کریں کہ یہی وہ پل ہوتے ہیں، جب روح چیختی ہے ہمارے اندر، تڑپتی ہے اس

پر جیسے کتنے ہی عذاب ایک ساتھ اُتر آئے ہیں۔بے چینی، بے سکونی کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔قرآن میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ۔

"یہی ہیں وہ، جو ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر۔"

"یہی ہیں گھاٹے کا سودا کرنے والے۔"

انسان کی اوقات جتنی ہو، اتنی ہی محبت اسے دیں۔اوقات سے بڑھ کے کچھ ملتا ہے، تو قدر نہ ہونا ایک فطری عمل ہے۔

وح کو بس اللہ سے محبت کا جنون جچتا ہے، اُسے کسی انسان کی خواہش میں بھٹکاؤ گے، تو وہ تمھارے جسم کے اندر رہتے ہوئے ہی تم سے انتقام لے گی۔اسی سے تمھارے وجود کی تذلیل کروائے گی جس کو تم روح پر بوجھ بناؤ گے۔روحیں اپنا

www.novelsclubb.com

انتقام اس طرح لیتی ہیں، اسی لیے یہ عشق محبت جیسے جذبات انسانوں پر جائز ہی نہیں..."

ادیوا کو لگا کہ ایک بھی لفظ اور سنا، تو وہ ندامت کے بوجھ تلے دب کے مر جائے گی۔

وہ زار و قطار روتی گئی اتنا شدید کہ اُسے لگا، اگر وہ نہ روئی، تو دل پھٹ جائے گا۔

دنیاوی سہاروں کے لیے انسان کتنا روتا ہے اور وہ اُسے روتا دیکھ کر کنارا کرتے ہیں۔ انسان اللہ کے لیے ایک آنسو بھی بہائے، تو اللہ اُسے اگلا ایک آنسو بھی اور رونے نہیں دیتا۔

یہ ہوتا ہے مضبوط سہارا...

ڈاکٹر شاہدہ اُٹھ کے ادیوا کے پاس آئیں، جو روئے چلی جا رہی تھی۔

"بیٹا! اب یہ آنسو جائز آنسو ہیں۔ اب یہ ٹھیک وجہ سے بہہ رہے ہیں۔ میں آپ کو نہیں روکوں گی... آپ جی بھر کے رولو... لیکن اب آپ نے کسی ایسے سکون سے

وابستہ نہیں ہونا، جو اللہ کے قانون کے برعکس ہو...اس کی محبت سب سے بڑا سہارا ہے...اپنے دل کو اللہ کے نور سے روشن کرو، مٹی کے پتلوں کی پرستش تباہی ہے سراسر تباہی..."

ادیوا عمر کا دل اب کسی انسان کی محبت کے آسیبی اثرات سے بالکل پاک ہو چکا تھا۔

اب وہاں سے وحشتیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی تھیں۔

مایوسی گناہ ہے، کا مفہوم اب ادیوا کو بالکل سمجھ آ چکا تھا۔

ادیوا اور عنائیہ خوشی خوشی گھر آئیں اور ادیوا نے آتے ہی اپنے کمرے کی بالکونی سے پردے پیچھے کیے۔ روشنی کو اندر آنے کا راستہ دے دیا۔ اپنے ارد گرد ہی نہیں اپنے اندر بھی زندگی کے آثار محسوس کیے...سچ ہے کہ کچھ محبتیں روح پہ بوجھ ہوتی ہیں اور بے شک وہ دنیاوی محبتیں ہی ہیں۔

اس نے شکرانے کے نفل ادا کیے اور اس وقت اس نے واضح طور پر محسوس کیا کہ ایک سکون تھا، ایک کیفیت تھی، ایک حصار تھا، جو اُسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ اب وہ محفوظ تھی، کیوں کہ اللہ کی پناہ انسان کی سب سے مضبوط ڈھال ہے۔

ادیوا کو عنائیہ کی بات یاد آتی رہی کہ علم جہاں سے بھی ملے لے لو اور دین کا علم... وہ واقع ہی بہت نفع بخش علم سے مستفید ہوئی تھی۔

ادیوا کی مسکراہٹوں سے گھر پھر سے گونج اُٹھا تھا۔ ہنستی کھیلتی وہ وہی ادیوا تھی، جو معصوم تھی۔ لیکن اب وہ mature تھی...

اگلے دن سب مل کر اسلام آباد گھومنے گئے۔ پہلے فیصل مسجد اور پھر دامنِ کوہ۔

واپسی پہ آتے ہوئے ادیوا اور عنائیہ سپر مارکیٹ رُکیں، ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے

شاپنگ کرتے ہوئے ادیوا جیسے ہی کاؤنٹر کی طرف مڑی، تو سامنے صفان علی تھا۔ اپنے بیٹے کو اٹھائے ہوئے اپنی بیوی سعدیہ کے ساتھ......

یہ وہی انسان تھا، جو کبھی نظر سے گزرتا، تو دھڑکنیں تھم جایا کرتی تھیں۔ بات کرتا، تو سماعتیں گھنٹوں اُسی کو سنتی رہتی اور اگر ساتھ چلتا، تو اپنی قسمت پر ناز ہونے لگتا۔ آج سامنے کھڑا تھا بالکل ایک غیر اہم انسان کی طرح۔ آج اُسے دیکھ کر دھڑکنوں میں وہ ٹھہراؤ نہیں تھا۔ آج اُس کے منہ سے ایک بھی لفظ سننے کی تمنا نہیں تھی اور اگر وہ آج ساتھ ایک قدم بھی اٹھاتا، تو ساری مسافتیں اذیتیں دینے لگتی۔

ادیوا ایک پل کے لیے بس اُسے دیکھتی گئی۔ اُس میں کیا ایسی خاص بات تھی؟ وہ کتنا عام سا انسان تھا اور کتنی بے رحمی سے اُس کے کانچ سے نازک خواب توڑتا چلا گیا......

WWW.NOVELSCLUBB.COM

انسان محبتوں کے بکھیڑے نہ پالے، تو زندگی میں وہ سُکھ دیکھنا بھی نصیب ہو جاتا ہے، جو قسمت والوں کو بھی نہیں ملتا۔

وہ بہت پُر وقار طریقے سے اُس کے سامنے سے گزری اور اگر وہ اُسے یوں گزرتا دیکھ لیتا، تو شاید بہت سے پچھتاؤں کا شکار ہو جاتا۔ اُسے عنائیہ کی بات یاد آئی۔

"اب وہ واقعی ہی اُس کے لاشعور سے بھی نکل گیا تھا۔"

ادیوا نے کبھی اُس انسان کو بد دعا نہیں دی تھی، اس لیے اسے مکمل زندگی گزارتا دیکھ کر اُسے دکھ بھی نہ ہوا تھا، کیوں کہ جو چیز اللہ نے ادیوا کو عطا کر دی تھی، وہ صفان کی مکمل زندگی سے کہیں بڑھ کر تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جو لوگ بد دعائیں دیتے ہیں، وہ اللہ کے انصاف پر، بھروسے میں کمزور ہوتے ہیں، کیوں کہ جب اللہ کی عدالت میں معاملہ رکھ دیا، تو پھر یقیناً فیصلہ انصاف کا ہی ہو گا۔ کبھی بھی جج ملزم کو مظلوم سے پوچھ کے سزا نہیں سناتا۔"

"ادیوا! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" مسز عمر اُس سے مخاطب ہوئی۔

"جی... ماما جانی! کہیں پلیز۔"

یہ وہی ادیوا تھی، محبت سے، اخلاق سے بھری، وہی عاجزی، وہی دھیما پن اُس کے سب خزانے اُسے واپس لوٹا دیے گئے تھے۔

"تمھاری ممانی اور ماموں نے ذریاب شجاع کے لیے تمھارا ہاتھ مانگا ہے۔ اگر تم مان جاؤ، تو وہ جانے سے پہلے نکاح کر کے جانا چاہتے ہیں تاکہ ذریاب تمھیں ساتھ لے جائے۔"

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ماما! آپ اور پاپا جیسے مناسب سمجھیں... میں آپ کے ہر فیصلے میں آپ کے ساتھ ہوں۔"

دنیا میں سچی اور بے لوث اگر کوئی محبت ہے، تو وہ ماں باپ کی ہے۔ وہ کبھی اپنے بچوں کے لیے غلط فیصلہ نہیں کرتے......

مسز عمر کو یہ سُن کے بہت خوشی ہوئی اور اُنھوں نے ادیوا کا ماتھا چوما اور اُسے گلے لگا لیا۔

ادیوا جانتی تھی کہ ذریاب شجاع میں باقی باتیں تو اچھی تھیں ہی، لیکن ایک بات جو ہر لحاظ سے نمایاں تھی، وہ یہ کہ اُس کے دل میں اللہ تعالٰی کا خوف تھا اور جس دل میں اللہ کا خوف ہو، وہ اپنا آپ توڑ دے، تو توڑ دے، مگر کسی دوسرے کا دل نہیں توڑ سکتا، کسی بھی صورت میں نہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جو انسان جانوروں کی تکلیف سے تڑپ جائے، وہ ممکن ہی نہیں کہ کسی انسان کو کانٹا چبھنے جتنی تکلیف بھی دے سکتا ہو۔

☆☆☆

آج وہ سب مری میں تھے۔ذریاب اور ادیوا ایک پہاڑ کی چوٹی پر تھے، جہاں آس پاس چھوٹے بڑے خوبصورت گھر تھے۔

"زریاب! پہاڑوں پر گھر......"

زریاب اس کی بات مکمل کرتے ہوئے بولا۔

"تمھیں بہت پسند ہے نا ادیوا!"

www.novelsclubb.com

ادیوا، ذریاب کو دیکھ کے مسکرائی اور وہ اُس کا ہاتھ تھامے دُور تک چلتا گیا......

ختم شد